44/S
URDU ARP
MOUT KA HAATH

عمران سیریز نمبر 60

پہاڑوں کے پیچھے

(مکمل ناول)

پیشرس

عمران کے سلسلے کا ساٹھواں ناول ملاحظہ فرمایئے غیر ملکی ایجنٹ کی حد تک یہ ایک سچی کہانی ہے۔ کہانی کی دلچسپی کے لئے جتنے بھی کردار پیش کئے گئے ہیں قطعی فرضی ہیں! ان کرداروں سے متعلق واقعات بھی فرضی ہیں! عمران نے یہ سارے پاپڑ اس لئے بیلے تھے کہ اصل مجرم یا اس کے متعلقین روشنی میں آجائیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ انتہائی خوفناک آدمیوں کے درمیان بظاہر ایک بے ضرر سا آدمی کسی ایسے جرم کا مرتکب ہوتا رہتا ہے جو ان خطرناک آدمیوں کے بس کا بھی روگ نہیں ہوتا! مثلاً اسمگلرز کے ساتھیوں میں سے کوئی ایک وطن دشمنی پر کمربستہ ہو جاتا ہے اور اپنے ساتھیوں کو دھوکے میں رکھ کر اسمگلنگ کے سامان کے ساتھ ہی ملک کے اہم راز دشمنوں تک پہنچاتا رہتا ہے!.... یہ اسمگلنگ سے بھی زیادہ گھناؤنا جرم ہے۔

یہ بھی درست ہے کہ حالات ہی سے مجبور ہو کر آدمی ایسے قدم اٹھاتا ہے لیکن یہ بھی میرے مشاہدے میں نہیں آیا کہ کسی نے اپنے اس پیر کو کاٹ کر پھینک دیا ہو جس کی وجہ سے ٹھوکر کھائی ہو....

وقتی حالات یا کسی قسم کی بددلی کی بناء پر غیر ملکی ایجنٹ بن جانا میری نظروں میں ایسا ہی ہے جیسے اپنے ہی کسی عضو پر جارحانہ حملہ

کیا جائے۔ ایسی آزمائشوں کے وقت اس سپاہی کو ذہن میں رکھنا چاہیے جو وطن عزیز کی حفاظت کے لئے گولیوں کی بوچھاڑ کے سامنے سینہ سپر ہو جاتا ہے۔

"لائل پور سے ایک صاحب نے جو مشرقی افریقہ میں رہ چکے ہیں میری توجہ "ہلاکو اینڈ کو" میں ایک فرد گذاشت کی طرف مبذول کرائی ہے ان کا کہنا ہے کہ سواحلی زبان میں خطرناک کتے کو "ہاراکاری" نہیں بلکہ "امبواکالی" کہتے ہیں۔

بہت بہت شکریہ! ہو سکتا ہے کہ میری یادداشت نے دھوکا دیا ہو اور "امبواکالی" جاپانی خودکشی کے ساتھ گڈمڈ ہو کر "ہاراکاری" بن گیا ہو.....

البتہ میں نے یہ کبھی نہیں لکھا کہ عمران کو سواحلی زبان آتی ہے، لہٰذا جوزف اس سے عربی ہی میں گفتگو کرتا ہے اس میں کسی شبے کی گنجائش نہیں جوزف انگریزی اور عربی بھی روانی سے بول سکتا ہے!...

میں ان صاحب کا مشکور ہوں اگر وہ ان کتب کے نام لکھ سکیں جن میں میں نے افریقہ کے ناچوں سے متعلق اپنی کم علمی کا ثبوت دیا ہے!

مجھے توقع ہے کہ وہ آئندہ بھی مجھے خط لکھتے رہیں گے۔

ابن صفی

۱۸ مارچ ۱۹۷۱ء

* * *

اپریل کے اواخر میں بڑی مچھلیوں کا شکار ہوتا تھا.. جھیل کے گرد کی پہاڑیاں ان دنوں خودرو پھولوں سے ڈھکی ہوتیں..... فضا میں عجیب سی خوشبو رقص کرتی۔ دور دراز کے شکاری اس جشن میں شرکت کے لئے آتے۔ خیموں سے شکار ہو بطور گھاٹوں پر جگہ جگہ ایسے بورڈ لگا دیے جاتے جن پر تحریر ہوتا "جھیل میں جال ڈالنا منع ہے، خلاف ورزی کرنے والے عدالت میں جوابدہ ہوں گے۔"

اس دوران میں جھیل کے گرد خیمے نظر آتے جہاں بھی سطح زمین نظر آتی خیمے نصب کر دیے جاتے۔ آس پاس کی بستیوں کے لوگ تو اپنی ذاتی چھولداریاں لایا کرتے تھے۔ باہر کے شکاریوں سے خیمہ سازوں کو خاصی آمدنی ہو جاتی تھی۔

جھیل کے شمال میں چھ سات میل کے فاصلے پر آبادی تھی اور جنوب میں جنگلات کا سلسلہ دور تک پھیلا ہوا تھا۔ یہ آبادی جھیل سے پرے پرے پھیلی ہوئی جنگلات کے سلسلے تک چلی گئی تھی۔ اس طرح کہ کہیں کہیں اس کا فاصلہ جھیل سے ایک یا ڈیڑھ میل سے بھی کم رہ جاتا تھا۔

شمال میں ریلوے اسٹیشن تھا اس لئے اصل بستی وہی کہلاتی تھی اور اس سے جھیل کے فاصلے کا تعین کیا جاتا تھا باہر سے آنے والوں کو جھیل تک پہنچنے کے لئے چھ سات میل کا فاصلہ کاروں یا گھوڑوں کے ذریعہ طے کرنا پڑتا تھا.....!

شیخ حمید کا بنگلہ ریلوے اسٹیشن کے قریب ہی واقع تھا۔ وہ بستی کے سربرآوردہ لوگوں میں سے تھے۔ اس جشن شکار ماہی میں حصہ لینے کے لئے ان کے احباب دور دراز سے آیا کرتے تھے!

قیام ان کے بنگلے میں ہوتا اور ان کی گاڑیاں انہیں روزانہ جھیل تک لے جاتیں اور شام کو واپس لاتیں۔ ان کے دوستوں کو جھیل ہی کے کنارے ڈیرہ نہیں ڈالنا پڑتا تھا.... ویسے ان کے لئے ایک بڑا خیمہ ضرور نصب کیا جاتا جہاں وہ دوپہر کو کچھ دیر آرام کرتے۔

اس بار شیخ صاحب کے مہمانوں کا قافلہ بارہ افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے تین واقعی شکاری تھے بقیہ لوگ تفریحاً ان کے ساتھ ہو لئے تھے۔

آج تو سبھوں نے ڈوریں ڈال رکھی تھیں، لیکن پچھلے دن سے شکار ہی نہیں ہوا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ تیز ہوا چلنے لگی تھی اور جھیل میں بڑی بڑی لہریں اٹھنے لگی تھیں.... ایسے میں کہیں ایک آدھ مچھلی کسی کے ہاتھ لگ جاتی اور اس صورت سے ان تین شکاریوں کے علاوہ اور سب بور ہو رہے تھے۔ اگر ان کے قریب ہی ایک اجنبی شکاری کی احمقانہ حرکتیں جاری نہ رہی ہوتیں تو وہ بھی کے اٹھ گئے ہوتے....!

اجنبی شکاری تنہا تھا اور ان کے خیمے کے قریب ہی اس کی چھوٹی سی چھولداری نصب تھی۔ پچھلے دن بھی انہوں نے اسے وہیں دیکھا تھا اور دوسروں کی طرح وہ بھی سارا دن بیکار بیٹھا لہریں گنتا رہا تھا۔ کبھی کبھی منہ بنا کر نادیدہ مچھلیوں کو گھونسے دکھاتا۔ اس وقت بالکل ایسا معلوم ہوتا جیسے دوسروں کی موجودگی کا اسے احساس ہی نہ ہو۔ خوش شکل اور صحت مند آدمی تھا لیکن صورت ہی سے بالکل احمق معلوم ہوتا تھا!

آج ان میں سے کئی آدمی سوچ سوچ کر رہ گئے تھے کہ اسے اپنی طرف متوجہ کریں۔ ہچکچاہٹ صرف اس بات کی تھی کہ پتہ نہیں کون ہو اور کس طرح پیش آئے۔ ٹھیک ساڑھے بارہ بجے ان کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا، کیونکہ اب اس نے بہ آواز بلند مچھلیوں کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا تھا۔

ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر کہا "صاحب اس میں بیچاری مچھلیوں کا کیا قصور ہے۔!"

"پھر کس کا قصور ہے....؟" احمق نے جھلا کر سوال کیا....؟

مخاطب سٹپٹا گیا....!

"نہیں بتایئے.... اگر کسی اور کا قصور ہو تو اسی سے نپٹ لوں....؟"

"آپ عجیب آدمی ہیں....؟"

"لیکن ان نامعقول مچھلیوں کو نہیں معلوم کہ میں عجیب آدمی ہوں۔!"

"تو پھر کسی طرح انہیں بتایئے کہ آپ عجیب آدمی ہیں۔!" مخاطب نے کہا۔ اس کے کئی ساتھی بھی پاس ہی کھڑے ہنس رہے تھے۔!

"اچھی بات ہے....! آپ کہتے ہیں تو بتائے دیتا ہوں....!" اس نے کہا اور راڈ کو وہیں چھوڑ کر دوڑتا ہوا اپنی چھولداری میں جا گھسا....!

"یار مجھے تو پاگل معلوم ہوتا ہے....!" ان میں سے ایک بولا۔

"دیکھو.... کیا کرتا ہے....!" دوسرے نے کہا۔

"مجھے تو تیور اچھے معلوم نہیں ہوتے....!" تیسرا پُر تشویش لہجے میں بولا۔

"چھوڑو....!" پہلے نے کہا۔ "بیہودگی کرے گا تو پٹائی کر دیں گے۔!"

ان شکاریوں کے ساتھ چار عدد خواتین بھی تھیں.... انہوں نے اپنے ان ساتھیوں کو واپس بلانے کی کوشش کی جنہوں نے احمق کو چھیڑا تھا۔ لیکن وہ وہاں سے نہیں ہٹے۔

اتنے میں احمق بھی چھولداری سے نکل آیا.... اب وہ تیراکی کے لباس میں تھا اس نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا۔ "دیکھئے اب میں ان مچھلیوں کو بتانے جا رہا ہوں کہ میں کتنا عجیب آدمی ہوں۔!"

قبل اس کے کہ وہ کچھ کہہ سکتے اس نے جھیل میں چھلانگ لگا دی اور دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ جس جگہ چھلانگ لگائی تھی وہاں سطح آب پر چند بلبلے دکھائی دیئے تھے اور پھر وہی بڑی بڑی لہریں....!

وہ سب اپنے راڈ چھوڑ کر اسی جگہ اکٹھا ہو گئے جہاں سے احمق نے چھلانگ لگائی تھی۔!

خدا خدا کر کے وہ سطح پر ابھرا اور تیرتا ہوا کنارے کی طرف بڑھنے لگا۔

قریب پہنچ کر اس نے ایک بڑی سی مچھلی خشکی پر اچھال دی اور خود بھی چھلانگیں لگاتا ہوا اس کے پاس جا کھڑا ہوا مچھلی تڑپ رہی تھی اس کا وزن دس گیارہ پونڈ سے کسی طرح کم نہ رہا ہو گا۔

وہ سب اس کے گرد جمع ہو گئے تھے۔!

"کمال کر دیا آپ نے....!" ایک نے آگے بڑھ کر احمق سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"میرا نام جاوید ہے....!"

"اچھا....!" احمق نے اس طرح کہا جیسے اس کا نام جاوید ہونا ہی چاہئے اور پھر مچھلی کو گھونسہ

دکھاتا ہوا بولا۔ "دیکھا تم نے.....!"

"واقعی کمال ہے.....!" ایک لڑکی بولی۔

احمق نے اس کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا.....! "اور آپ کا نام.....؟"

"کیا مطلب.....؟" لڑکی نے اسے گھور کر کہا۔

"ان صاحب نے میرے کمال کا ذکر کرتے ہوئے اپنا نام جاوید بتایا تھا۔!" احمق بولا۔

لڑکی نے چہک کر کہا۔ "کوئی کمال وال نہیں ہے۔ اتفاق سے ہاتھ آ گئی ہو گی۔!"

"اچھا تو پھر لیجیے.....!" احمق نے کہا اور دوڑ کر دوبارہ جھیل میں چھلانگ لگا دی.....!

"حیرت ہے۔!" ایک نے کہا۔

"واقعی..... ناقابل یقین!" دوسرا بولا۔

"پانی میں بالشت بھر کی مچھلی بھی ہاتھوں سے نہیں پکڑی جاتی۔!"

"کہیں یہ کوئی بدروح تو نہیں ہے.....!" ایک خاتون بولیں۔

اتنے میں احمق پھر دکھائی دیا... اور اس بار بھی اس نے اتنی ہی بڑی مچھلی خشکی پر پھینکی تھی۔

"اور لاؤں.....؟" اس نے انہیں آواز دے کر پوچھا!

"ضرور ضرور.....!" سب بیک وقت بولے.....!

احمق نے غوطہ لگایا۔

"ایسے میں جب کہ شکار نہ ہو رہا ہو یہ آدمی تو فرشتہ معلوم ہونے لگا ہے.....؟" لڑکی طویل سانس لے کر بولی۔ "میں اسے اپنا نام ضرور بتاؤں گی۔!"

"بکواس مت کرو.....!" معمر خاتون نے اسے ڈانٹا وہ بہت زیادہ فکرمند نظر آ رہی تھیں۔!

احمق نے پھر ایک بڑی مچھلی خشکی پر پھینکی.....!

"کم از کم دو اور ہونی چاہئیں.....!" لڑکی نے چیخ کر کہا۔

معمر خاتون دوبارہ اس پر برس پڑیں..... لیکن وہ ہنستی رہی..... پانچ منٹ کے اندر اندر دو مزید مچھلیاں خشکی پر پہنچ گئیں..... اب ان کی تعداد پانچ ہو چکی تھی۔

احمق بھی پانی سے باہر آ گیا.....!

"میرا نام پروین ہے.....!" لڑکی نے کہا۔

احمق نے بڑا سا منہ بنایا۔

"کیوں کیا میرا نام پسند نہیں آیا؟"

"پروین.....!" معمر خاتون نے اسے للکارا۔

"جانے دیجیے.....! ہمارے ہاں نامحرموں سے بات نہیں کیا کرتے.....!" احمق نے کہا۔

"نامحرموں کیا.....؟"

"مطلب یہ کہ غیر مردوں سے.....!"

"اوہو..... نامحرموں سے.....!"

"وہی..... وہی..... عربی کے الفاظ مجھے ٹھیک یاد نہیں رہتے.....!"

"آپ کا کیا نام ہے.....!"

"عمران.....!"

"یہ کیسا نام ہوا..... آپ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔!"

"نام کا پہلا حرف مجھے کچھ یتیم یتیم سا لگتا ہے اس لیے اس کے بغیر ہی نام بتاتا ہوں۔!"

"کیا مطلب.....؟"

"بغیر نقطے کے سارے حروف یتیم لگتے ہیں.....!"

اس کے بعد معمر خاتون نے پھر پروین کو آواز دی تھی اور وہ وہاں سے ہٹ گئی تھی۔

احمق اپنی چھولداری میں جا گھسا.....! مچھلیاں اسی جگہ پڑی تڑپ رہی تھیں۔!

دفعتاً جاوید نے اونچی آواز میں کہا۔ "تو بھائی عجیب! ان مچھلیوں کا کیا ہو گا۔!"

احمق چھولداری کے پردوں سے سر نکال کر بولا۔ "جو خود سے آ کر نہ پھنسیں مجھ پر حرام ہیں.....! میں تو انہیں ہاتھ بھی نہ لگاؤں گا..... آپ لوگ شوق فرمائیے.....!"

"سچ مچ عجیب ہے.....!" جاوید آہستہ سے بڑبڑایا۔ یہ ایک وجیہہ اور تندرست نوجوان تھا۔! شیخ صاحب کا بھتیجا تھا اور مہمانوں کی دیکھ بھال اسی کے ذمے تھی۔!

تھوڑی دیر بعد احمق دوبارہ کپڑے پہن کر باہر آ گیا! اس دوران میں ان لوگوں نے مچھلیاں اپنے خیمہ میں پہنچا دی تھیں۔! احمق اپنے راڈ کے قریب جا بیٹھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب اسے وہاں کسی اور کی موجودگی کا احساس ہی نہ ہو۔!

جاوید کو اس کی یہ بے تعلقی کھلنے لگی.... اور وہ اس کے پاس پہنچ کر بولا۔ "اجازت ہے! میں بھی یہیں بیٹھ جاؤں۔!"

"اوہ....!" احمق چونک پڑا۔ "ضرور.... ضرور....!"

"آپ کہاں سے آئے ہیں جناب....؟"

"گھر سے....!"

"گھر کہاں ہے....؟"

احمق نے ہاتھ اٹھا کر جھول داری کی طرف اشارہ کیا!

"آپ تنہا ہیں....؟" جاوید نے پوچھا!

"نہیں تو آپ سب بھی ہیں.... تنہائی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔!"

"یہ کرتب آپ نے کس طرح سیکھا....؟"

"کون سا کرتب....!"

"یہی مچھلیاں پکڑنے کا! مجھے تو یہ انسانی کام نہیں معلوم ہوتا....!"

"تو کیا آپ مجھے شیطان سمجھتے ہیں....!" احمق نے نروس ہو جانے کے سے انداز میں کہا!

"میرا مطلب تھا کہ یہ ناممکن ہے....!" جاوید بولا۔

"مرزا غالب نے کہا تھا کہ اگر میرا بس چلے تو لفظ ناممکن کو ڈکشنری سے خارج کر دوں۔!"

"آپ بھول رہے ہیں یہ بات تو نپولین نے کہی تھی۔!"

"نپولین نے ترجمہ کیا ہوگا....! حقیقتاً یہ بات مرزا غالب نے کہی تھی۔!"

"یہی ہو گی....!" جاوید ہاتھ ہلا کر بولا۔! "مجھے تو آپ ان دونوں سے زیادہ عجیب لگ رہے ہیں! آپ نے پروین کو اپنا کیا نام بتایا تھا....!"

"عمران....!"

"نام بھی میرے لئے بالکل نیا ہے....! لیکن آپ نے اس کے اس سوال کا جواب نہیں دیا تھا کہ آپ کا مذہب کیا ہے....!"

"بکواس....!"

"کیا مطلب....!"

"مذہب کے سلسلے میں عموماً بکواس کرتا ہوں.... عمل نہیں کرتا۔!"

"کیوں نہیں کرتے....؟"

"شیطان بہکاتا رہتا ہے....!"

"لاحول پڑھتے رہا کیجئے....!"

"وہ مردود بھی تو لاحول پروف ہو گیا ہے.... اب اس پر کچھ اثر ہی نہیں ہوتا۔!"

"آپ لیڈر تو نہیں ہیں....!"

"لیڈر ہوتا تو وہ میرے قریب ہی نہیں آسکتا تھا....!"

"کیوں....؟"

"سوچتا کہ اندھوں کے پیچھے پڑنے سے کیا فائدہ....؟"

جاوید آنکھیں پھاڑے حیرت سے اسے دیکھتا رہا اور پھر اس کے پاس سے ہٹ کر اپنے ساتھیوں میں آبیٹھا!

"صورت سے احمق معلوم ہوتا ہے.... لیکن باتیں بڑے کانٹے کی کرتا ہے....!" اس نے انہیں مخاطب کر کے کہا!

"مجھے تو یہ کوئی اچھا آدمی نہیں معلوم ہوتا....!" معمر خاتون بولیں۔

"کیا برائی ہے آنٹی....!" پروین بول پڑی۔

"تم مجھ سے بحث نہ کرو....!" خاتون فرمائیں۔

پروین خاموش ہو گئی.... یہ محترمہ اس کی چچی تھیں.... شیخ صاحب کے مہمان تھے یہ لوگ اس لئے جاوید پر ان کا احترام واجب و لازم تھا ورنہ اس جیسا کھلنڈرا آدمی ان بڑی بی کا وجود برداشت نہ کر سکتا!

اس نے کہا... "تقریباً پچاس پونڈ مچھلیاں اس کی بدولت ہاتھ آئی ہیں اس لئے ہمیں اس کو برا نہ کہنا چاہئے۔!"

"میں تو زبان پر بھی نہیں رکھوں گی....!" معمر خاتون نے جل کر کہا۔

"آخر کیوں....!" پروین پھر بول پڑی۔

"اس کے پاس کوئی سفلی علم ہے....!"

"لاحول ولا قوۃ.....!" پروین کو ہنسی آ گئی۔

"میں کہتی ہوں مت پھر پھر بولو.....!"

"میں اس سے یہ فن ضرور سیکھوں گا.....!" جاوید کا لہجہ پُرعزم تھا وہ پھر اٹھ کر احمق کے پاس جا بیٹھا!

احمق چیونگم کا پیکٹ پھاڑ رہا تھا.....ایک پیس جاوید کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "میں تو ڈبے کی مچھلی کھاتا ہوں۔!"

"کیوں.....؟"

"خود سے آ کر پھنستی ہی نہیں.....زبردستی پکڑی ہوئی حرام سمجھتا ہوں.....!"

"ڈبے کی تو بدبودار ہوتی ہیں۔؟"

"عادت بُری بلا ہے.....ہر قسم کا احساس فنا کر دیتی ہے۔!"

"یہ بات آپ نے فلسفیوں کی سی کی ہے۔!"

"دنیا کے سارے علوم نے میرے انجر پنجر ڈھیلے کر دیے ہیں.....!"

"اوہو.....!"

"میرے ساتھ ڈبے کی مچھلی کھاؤ گے.....؟"

"نہیں جناب.....اس کی بو سے طبیعت مالش کرنے لگتی ہے۔!"

"اچھی بات ہے تم میری ڈور دیکھو شائد کوئی مچھلی پھنس ہی جائے میں کھانا کھا لوں.....!"

"ضرور.....ضرور.....!" جاوید نے کہا اور احمق اٹھ کر اپنی چھولداری میں چلا گیا!

پروین انہیں بڑے غور سے دیکھتی رہی تھی۔ احمق کے اٹھتے ہی وہ جاوید کی طرف بڑھ گئی۔

"اب کیا ہوا.....؟" اس نے قریب پہنچ کر پوچھا!

"ڈبے کی مچھلی کھانے گیا ہے.....؟"

""آپ نے کہا نہیں کہ اس کی پکڑی ہوئی مچھلیاں تلی جا رہی ہیں۔؟"

"وہ کہتا ہے کہ جو خود سے آ کر نہ پھنسے مجھ پر حرام ہے.....؟"

"کیا واقعی آپ اس سے یہ کرتب سیکھیں گے.....؟"

"یقیناً.....! میں کوشش کروں گا کہ وہ ہمارا مہمان ہو جائے۔؟"

"کیا مطلب.....!"

"وقت اچھا کٹے گا.....دلچسپ آدمی معلوم ہوتا ہے۔!"

جاوید مڑ کر اس کی چھولداری کی طرف دیکھنے لگا پھر آہستہ سے بولا۔ "عجیب آدمی ہے۔ کبھی احمق معلوم ہوتا ہے اور کبھی فلسفی.....!"

"کیوں.....؟ کیا کہہ رہا تھا.....!"

"خود سنئے اس کی گفتگو تو مزہ آئے گا.....؟"

"پتہ نہیں کیوں چچی جان اس سے الرجک ہو گئی ہیں.....یہ سفلی عمل کیا ہوتا ہے۔!"

"جادو قسم کی کوئی چیز ہے.....!"

"بکواس ہے.....ان بوڑھوں کی سمجھ میں جو چیز نہ آئے اسے جادو کا نام دے کر مطمئن ہو جاتے ہیں۔!"

جاوید کچھ نہ بولا وہ چھولداری کی طرف دیکھے جا رہا تھا!

دفعتاً جھیل کا اوور سیئر انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دیا.....اس کے ساتھ اس کے عملے کے دو آدمی اور بھی تھے اس نے قریب پہنچ کر تحکمانہ لہجے میں پوچھا۔ "کیا یہاں جال ڈال کر مچھلیاں پکڑی گئی ہیں۔!"

"نہیں تو.....!" جاوید بولا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے.....!"

"غلط اطلاع ملی ہے۔!"

"کیوں.....؟" وہ اپنے ماتحتوں کی طرف مڑا۔

"انہوں نے بتایا کہ کچھ دیر پہلے انہوں نے پانچ بڑی مچھلیاں وہاں پڑی دیکھی تھیں جب کہ پچھلے دن سے شکار ہوا ہی نہیں تھا!"

جاوید کو غصہ آ گیا اور پھر کیا تھا اچھا خاصہ ہنگامہ برپا ہو گیا۔ اوور سیئر اسے تسلیم کرنے پر تیار نہیں تھا کہ مچھلیاں ہاتھ سے پکڑی گئی ہوں گی۔ احمق چھولداری سے باہر نہ نکلا.....!

"تم ذرا دیر ٹھہرو.....! ثابت کر دیا جائے گا.....؟" جاوید نے تیز لہجے میں کہا۔ پھر اس نے احمق کو آواز دی۔ وہ باہر نکلا اور اب ایک بار پھر تیراکی کے لباس میں دکھائی دیا۔

"بے فکر رہو۔۔۔!" اس نے ہاتھ ہلا کر جاوید سے کہا۔! "مچھلی بار ثابت کرنے جا رہا ہوں۔۔۔!"

اس نے جھیل میں چھلانگ لگائی تھی اور سب دم بخود کھڑے دیکھتے رہے تھے!

جاوید نے پروین کو الگ لے جا کر کہا۔ "یہ اوورسیر.... بہت بیہودہ آدمی ہے بات بڑھ جائے گی۔!"

"تو کیا ہو گا....؟"

"اس کے خاندان والے ہمارے خاندان سے الجھتے آئے ہیں۔!"

"اگر یہ بات ہے تو انکل کیا کہیں گے....!"

"کچھ بھی کہیں مجھے تو احمق ہی کا ساتھ دینا ہے....!"

اتنے میں اس نے پانی پر سر ابھارا اور کنارے پر پہنچ کر مچھلی اچھال پھینکی....!

پھر پیچھے ہی وہ خشکی پر پہنچا اور اوورسیر اور اس کے ساتھی جھپٹ پڑے۔

"یہ غیر قانونی ہے....!" اوورسیر دہاڑا۔

"جال تو نہیں ڈالا تھا....!" احمق نے ہنس کر کہا۔

"میرے دفتر چلو....؟"

"دفتر کو یہیں لائیے.... یہ میری عبادت کا وقت ہے.... ! کہیں بھی نہیں جا سکتا۔!"

"کھینچ لے چلو....!" سپروائزر نے ساتھیوں کی طرف مڑ کر کہا۔

"اگر ایسی کوئی بات ہو گی تو اچھا نہ ہو گا۔!" جاوید بھی دہاڑتا ہوا آگے بڑھا۔

"بھائی آپ لوگ جھگڑا نہ کریں....!" احمق نے دونوں کے درمیان آتے ہوئے کہا۔ "میں ہی اپنا قصہ تمام کئے دیتا ہوں۔!"

اس نے پانی کی طرف دوڑ لگائی اور ایک بار پھر چھلانگ لگا دی۔!

اوورسیر اور جاوید کے درمیان دوبارہ تو تو میں میں شروع ہو گئی۔

جاوید کہہ رہا تھا۔! "شیخ صاحب نیک دل آدمی ہوں گے.... ! میں نہیں ہوں.... جو جھگڑے شیخ صاحب کی وجہ سے دبے رہے ہیں.... دوبارہ بھی ابھر سکتے ہیں۔!"

"اچھی بات ہے....!" اوورسیر سر ہلا کر بولا۔ "میں دیکھوں گا.... تم سرکاری فرائض میں مداخلت کر رہے ہو۔!"

"مقدمہ بنا اور عدالت میں ثابت کرنا....!" جاوید نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی۔

اچانک پروین نے جاوید کا شانہ جھنجھوڑ کر کہا۔! "بڑی دیر ہو گئی۔!"

پورے دس منٹ گزر چکے تھے لیکن وہ پھر سطح پر نہ ابھرا۔

"ہائے بیچارہ....!" پروین گھڑی پر نظر ڈالتی ہوئی روہانسی آواز میں بڑبڑائی۔

"ایسے پاگل ڈوب کر ہی مرتے ہیں....!" اوورسیر نے بڑی بے دردی سے کہا۔

جاوید دم بخود تھا کبھی گھڑی دیکھتا اور کبھی جھیل کی طرف۔ جاوید کے سارے ساتھی ایک اکٹھا ہو گئے تھے.... اور ہر ایک کی آنکھوں میں یہی سوال تھا "اب کیا ہو گا....؟"

* * *

جوزف اس درخت کی سب سے اونچی چوٹی پر پہنچ چکا تھا اس نے تھیلے سے دوربین نکالی اور شرق کی طرف اس کا فوکس ایڈجسٹ کرنے لگا!

وہ سامنے والے پہاڑ کی چوٹی پر کچھ تلاش کر رہا تھا....! تقریباً دس منٹ تک دوربین سنبھالے نزدیک و دور کا جائزہ لیتا اور پھر بڑبڑایا۔ "اے آسمان والے میرے باس کو عقل دے۔!"

اس کے بعد اس نے دوربین تھیلے میں ڈالی تھی اور درخت سے اترنے لگا۔ ساتھ ہی بڑبڑاتا جا رہا تھا۔ "میرے باپ نے بھی کبھی کسی سینگوں والے بندر کے بارے میں کچھ نہ سنا ہو گا.... میں اس کا بد نصیب بیٹا یہاں اس جنگل میں اس کا منتظر ہوں.... آسمان والے مجھے محفوظ رکھ.... جنگل ہمیشہ سے نہیں ڈرتا.... لیکن سینگوں والا بندر.... اب ایسے مالک کو کیا چھوڑوں، جو یہاں اس جنگل میں بھی میرے لئے چھ بوتلیں یومیہ مہیا کر رہا ہے۔!"

نیچے پہنچ کر اس نے دوسرا بڑا تھیلا اٹھایا جو درخت کے تنے کے قریب ہی رکھا ہوا تھا۔ تھیلے کو کاندھے پر ڈال کر وہ ایک طرف چل پڑا۔

یہاں راستہ دشوار گزار تھا.... وہ بڑی احتیاط سے چڑھائی پر چڑھتا رہا۔

سرسبز چٹانیں خود رو پھولوں سے ڈھکی ہوئی تھیں.... جوزف چلتے چلتے ایک جگہ بیٹھ گیا۔ تھیلے سے بوتل نکال کر دو تین گھونٹ لئے اور ادھ کھلی آنکھوں سے گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا!

ایک ہفتے سے وہ ان جنگلوں میں مرغ زریں کا شکار کھیل رہے تھے.... عمران بھی ان کے ساتھ آیا تھا.... لیکن تین دن سے اس کا کہیں پتہ نہ تھا.... صفدر اور تنویر دن بھر شکار کھیلتے

پھرتے اور جوزف عمران کی ہدایت کے مطابق مختلف قسم کے اوٹ پٹانگ معمولات میں ا رہتا۔ انہیں میں سے ایک یہ بھی تھا کہ سینگوں والے بندر کی تلاش بھی جاری رکھی جائے۔

جوزف نے ان دونوں سے اس کا ذکر نہیں کیا تھا.... تنویر سے اس کی نوک جھونک جار رہتی اور صفدر بیچ بچاؤ کراتا رہتا۔

آج صبح بھی دونوں میں جھڑپ ہوئی تھی اور اس وقت جوزف اسی کے متعلق سوچ رہا تھ عمران کا خوف نہ ہوتا تو تنویر کو پچھتانا پڑتا....! جھگڑا عموماً عمران ہی کے بارے میں ہوتا تھا۔

"مم.... میں.... اس کی ہڈیاں توڑ دوں....!" جوزف بڑبڑایا "مگر باس....!" اس کے ب اس نے بھاڑ سا منہ پھیلا کر جماہی لی تھی اور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

آہستہ آہستہ چلتا ہوا وہ اس جگہ پہنچا جہاں تین چھولداریاں نصب تھیں۔

اس نے صفدر اور تنویر کی آوازیں سنیں.... انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کسی بات پر جھ پڑے ہیں۔!

آواز صفدر کی چھولداری سے آ رہی تھی.... جوزف قریب پہنچا ہی تھا کہ تنویر غصے بھرا ہوا باہر نکلا اور جوزف کو دیکھ کر دہاڑا "کہاں ہے وہ خبیث....!"

"کس کی بات کر رہے ہو مسٹر....!" جوزف نے نرم لہجے میں پوچھا....!

"عمران....!"

"میں نہیں جانتا....!"

"بکواس ہے....؟"

"اس سے نہ الجھو....!" صفدر نے چھولداری سے نکل کر کہا "جب میں نہیں جانتا تو بھی لاعلم ہی ہوگا....!"

"تم خاموش رہو....! میں تم سے بات نہیں کر رہا....؟"

"مجھ سے ہی بات کرنے دو مسٹر....!" جوزف نے تھیلا زمین پر رکھتے ہوئے صفدر س کہا۔ "میرے سامنے میرے باس کی توہین کوئی بھی نہیں کر سکتا۔!"

تنویر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ ایک جیپ آ کر ان کے قریب رکی۔ ایک لحیم شحیم آدمی ا ڈرائیو کر رہا تھا اور اس کے برابر دوسرا مسلح آدمی باڈی گارڈ کی وردی میں ملبوس نظر آیا۔

"آپ لوگوں نے یہاں کس کی اجازت سے قیام کیا ہے....؟" ڈرائیو کرنے والے نے انہیں مخاطب کر کے گونجیلی آواز میں پوچھا....!

"ہمارے پاس شوٹنگ پرمٹ موجود ہیں....!" صفدر نے آگے بڑھ کر کہا۔

اس پر باڈی گارڈ جیپ سے کود کر اس کی طرف جھپٹتا ہوا بولا۔ "کیا تمہیں اس کا علم نہیں کہ نجیب خان صاحب سے اجازت حاصل کئے بغیر تم ان جنگلوں میں ایک گلہری بھی نہیں مار سکتے۔!"

"نہیں ہمیں اس کا کوئی علم نہیں....!"

"چھولداریاں اکھاڑو اور چلتے پھرتے نظر آؤ....!"

"نجیب خان صاحب سے کہاں ملاقات ہو سکے گی۔!" صفدر نے بدستور لہجے میں نرمی رکھتے ہوئے پوچھا۔

"میں اجازت نہیں دے سکتا۔!" اسٹیئرنگ پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا۔ "آپ لوگ تشریف لے جائیں۔!"

"کیا یہ جنگل آپ کی ملکیت ہے....!" تنویر غرایا۔

"میں ٹھیکیدار ہوں....!" نجیب خان بولا۔

"شوٹنگ پرمٹ انہی جنگلات کے لئے حاصل کئے گئے ہیں اور ان میں کہیں کوئی ایسی شرط موجود نہیں ہے کہ ٹھیکیدار سے اجازت حاصل کئے بغیر شکار نہیں کھیلا جا سکتا۔!"

"میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا.... اگر آپ لوگ خوشی سے نہ گئے تو زبردستی اٹھا دیئے جائیں گے۔!"

تنویر کچھ کہنا ہی چاہتا تھا کہ صفدر نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا اور نجیب خان سے بولا۔ "تو پھر اب ہم کہاں جائیں خان صاحب....؟"

"میں کیا جانوں....!" نجیب خان غرایا۔

دفعتاً جوزف آگے بڑھا اور اس کے باڈی گارڈ کو گھورنے لگا۔!

"کیا بات ہے....؟" باڈی گارڈ نے تیکھے لہجے میں پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں.... تم اپنا باس کو سمجھاؤ....؟"

"جوزف.... مجھے بات کرنے دو....!" صفدر نے اس کو پیچھے ہٹ جانے کا اشارہ کرتے

ہوئے کہا۔

اتنے میں نجیب خان بھی جیپ سے اتر آیا.... صورت ہی سے سخت گیر آدمی معلوم ہوتا تھا اور جسمانی توانائی آنکھوں سے مترشح تھی۔

”تم لوگ بات نہ بڑھاؤ....!“ اس نے سخت لہجے میں کہا۔

”سنئے تو خان صاحب....! فی الحال ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہے کہ ہم فوری طور پر اپنا سامان یہاں سے ہٹا سکیں....!“

”پہنچے کس طرح تھے....؟“

”ہمارا ایک ساتھی جیپ لے گیا ہے.... پتہ نہیں کب واپس آئے....!“

نجیب خان کچھ سوچنے لگا پھر اس سے ان کے متعلق پوچھ گچھ شروع کردی کہ وہ کہاں سے آئے ہیں اور کیا کرتے ہیں.... لیکن انداز گفتگو اہانت آمیز تھا.... ایسا لگتا تھا جیسے وہ انہیں شرفا کی صف میں جگہ دینے پر تیار نہ ہو۔

”بات یہ ہے....!“ وہ بالآخر کھل کر بولا۔ ”یہاں سے دوسرے ملک کی سرحد قریب ہے! اس لئے یہ علاقہ اسمگلروں کی جنت سمجھا جاتا رہا ہے.... لیکن جب سے میں نے ٹھیکہ لیا ہے کیا مجال کہ کوئی میرے علاقے سے گزر سکے....!“

”خان صاحب.... ہم صرف شکاری ہیں....!“ صفدر نے کہا۔

”کچھ بھی ہو.... میں صرف ایک گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں.... میری واپسی پر بھی یہیں نظر آئے تو نتیجے کے تم خود ذمہ دار ہوگے....!“ نجیب خان نے کہا اور اپنے باڈی گارڈ کو روانگی کا اشارہ کرکے جیپ کی طرف بڑھ گیا۔

وہ خاموش کھڑے رہے اور جیپ آگے بڑھ گئی....! تنویر غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔

”اب بتاؤ....!“ وہ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔ ”شہزادے صاحب نے جیپ بھی یہاں نہ چھوڑی....!“

”کیا تم سچ مچ یہاں شکار ہی کھیلنے آئے ہو....!“ صفدر نے نرم لہجے میں پوچھا۔

”میں کچھ نہیں جانتا.... اب ہاتھ آیا تو اس کی خیریت نہیں....!“

”سسٹر....!“ جوزف مٹھیاں بھینچ کر غرایا۔

قریب تھا کہ دونوں کے درمیان ہاتھاپائی شروع ہوجاتی کسی نے جھول داری کے پیچھے سے

ان پر چھلانگ لگائی۔

”ہائیں....!“ تین تحیر آمیز آوازیں بیک وقت سنائی دی تھیں۔

اور اب وہ اپنے جھگڑے بھول کر عمران کو گھورے جا رہے تھے، جو ان کے سامنے صرف لنگوٹی میں کھڑا طرح طرح کے منہ بنا رہا تھا۔

کچھ دیر بعد تنویر ہی سب سے پہلے بولا۔ ”یہ سب کیا ہے....؟“

”بڑے ظالم لوگ ہیں....!“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔! ”ساری مچھلیاں بھی چھین لیں اور کپڑے تک اتروا لئے....!“

”کیا مطلب....!“ صفدر آگے بڑھا۔

”وہاں جھیل پر.... پتہ نہیں کیسے لوگ ہیں! نہ تمہیں شکار کھیلنے دیتے ہیں اور نہ مجھے....! شکر کرو کہ ان لوگوں نے تمہارا سامان نہیں چھینا اور کپڑے نہیں اتروا لئے....!“

”جیپ کہاں ہے....!“ تنویر دہاڑا۔

”وہیں جھیل پر....! یہ بڑا اچھا ہوا کہ میں نے جیپ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا.... ورنہ وہ شریف آدمی اس پر بھی قبضہ کر لیتے....!“

”چلو میرے ساتھ....!“ تنویر غرایا۔

”پٹو گے اگر مجھے ساتھ لے گئے.... یہ لو کنجی جا کر خود لاؤ....!“ اس نے مٹھی میں دبی ہوئی کنجی تنویر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ہاں چلو ہم دونوں چلتے ہیں....!“ صفدر بولا۔

بدقت تمام تنویر اس پر راضی ہوا تھا۔

جب وہ دونوں چلے گئے تو جوزف نے ٹھنڈی سانس لے کر پوچھا۔ ”کیا سچ مچ پٹے ہو باس....!“

عمران بائیں آنکھ دبا کر مسکرایا.... کچھ بولا نہیں۔

”اپنی باتیں تم خود ہی جانو باس....! لیکن آخر اس بندر کی تلاش کب تک جاری رہے گی....!“

”جب تک تیری شادی نہیں ہوجاتی....!“

”دیکھو.... دیکھو.... باس بندر اور شادی کا نام ایک ساتھ نہ لو.... میرا باپ موگوڈا اسی میں جلا ہوا تھا....!“

"میں اس وقت تجھ سے تفصیل نہیں پوچھوں گا کہ وہ حادثہ کیونکر ہوا تھا کیونکہ مجھے سردی لگ رہی ہے...!"

"کمبل لاؤں....!"

"کھڑا منہ کیا دیکھ رہا ہے خبیث....؟"

جوزف اپنی جھولداری سے کمبل نکال لایا اور عمران اسے اپنے جسم سے لپیٹتا ہوا زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا۔

"اب بول کیا بات ہے!" اس نے جوزف کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"مقصد....!"

"کیا مطلب....!"

"تو پھر.... مقدر سے کس مقصد کے لئے انتظار رہتا ہے....؟"

"تجھے اتنی مہلت کیسے ملی کہ تو ان کی باتیں سن سکے....؟"

"ہر وقت.... تو باہر نہیں رہتا باس....؟"

"حالانکہ میں نے تجھے کام ہی اتنے بتا رکھے تھے کہ باہر ہی باہر رہے۔؟"

"میں نہیں سمجھا باس....؟"

"جس دن مجھے سمجھ گیا چوہو تمہیں زہر ہو جائیں گی....؟"

"خیر.... ہوگا.... مجھے کیا.... جنگل سے تو نکال دیئے گئے ہیں.... لہٰذا مجھے بتاؤ کہ سینگوں والا بندر کہاں ملے گا۔؟"

"کافی ہاؤس میں....!"

جوزف پھر کچھ نہ بولا.... وہ سوچ رہا تھا کہ اس بحث میں پڑنے سے کیا فائدہ.... اگر بندر کی تلاش ختم کی تو اب اسے میاؤں میاؤں کرنے والے کسی ہاتھی کی تلاش پر بھی مامور کیا جا سکتا ہے.... باس کی بات باس ہی جانے.... اسے حق حاصل ہے کہ اندھے کنوئیں میں دھکیل دے۔

دفعتاً کسی گاڑی کی آواز سنائی دی اور عمران چھلانگ مار کر ایک جھولداری میں جا گھسا....!

جوزف کسی شکاری کتے کی طرح چوکنا ہو گیا تھا.... داہنا ہاتھ کوٹ کے نیچے بغلی ہولسٹر پر رینگ گیا۔ اگلے موڑ سے وہی جیپ پھر نمودار ہوئی جو کچھ دیر پہلے وہاں آئی تھی۔!

اس بار اس پر نجیب خان موجود نہیں تھا.... صرف باڈی گارڈ ہی نظر آیا۔

اس نے جوزف سے کہا۔ "اپنا سامان اٹھا کر گاڑی پر رکھو۔ میں تم لوگوں کو بستی میں پہنچا دوں گا۔"

"ہمارا آدمی گاڑی لینے گیا ہے....؟" جوزف نے خشک لہجے میں جواب دیا....!

"کہاں گیا ہے....؟"

"جھیل پر....؟"

"تم جھولداریاں تو اکھاڑنا شروع کرو....؟"

"مسٹر میں اپنے باس کا حکم سنتا ہے۔؟"

وہ جھلا کر آگے بڑھا اور جوزف نے اسے سمجھانا شروع کیا کہ وہ مضبوط ہاتھ پیر کا معلوم ہوتا ہے لیکن اس کے گھونسوں کی تاب نہ لا سکے گا ہو سکتا ہے کہ اسے جبڑوں سے بھی محروم ہونا پڑے۔

"کیا بکواس ہے....؟" وہ غراتا ہوا جوزف پر جھپٹ پڑا۔

"دیکھو دیکھو.... سنبھل جاؤ....!" جوزف نے اس کی کلائیاں پکڑتے ہوئے کہا۔

باڈی گارڈ اس کی گرفت سے نکل جانے کے لئے بھرپور جدوجہد کرتا رہا لیکن کامیابی نہ ہوئی۔

"پیچھے ہٹو..؟" کہتے ہوئے جوزف نے اسے دھکا دیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔

پھر جھلاہٹ میں اس نے اپنے ہولسٹر پر ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ جوزف کے بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکل آیا۔ باڈی گارڈ نے اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا دیئے۔!

"ہم جھگڑا نہیں کرتا....!" جوزف نرم لہجے میں بولا۔ "جب ہمارا آدمی آئے گا تب تم ہاتھ نیچے کر لے گا۔"

باڈی گارڈ ہونٹوں پر زبان پھیر کر رہ گیا۔

جوزف اسے بتانے لگا کہ وہ بھی ایک بہت بڑے آدمی کا باڈی گارڈ ہی ہے لہٰذا اسے اس معاملے میں اپنی توہین محسوس نہ کرنی چاہئے۔!

"اچھی بات ہے....؟" باڈی گارڈ نے طویل سانس لے کر کہا۔ "تم اپنا ریوالور ہولسٹر میں رکھ لو میں تمہارے آدمی کا انتظار کروں گا۔"

جوزف نے ریوالور ہولسٹر میں رکھ لیا اور باقی گارڈز نے ہاتھ گرا دیے۔ اس وقت اس کا ہونقوں کا سا لگ رہا تھا۔ وہ چپ چاپ جیپ میں جا بیٹھا۔

دس پندرہ منٹ بعد پھر کسی گاڑی کی آواز سنائی دی۔۔۔ اس بار تنویر اور صفدر ہی تھے خاکی رنگ کی جیپ چھول داریوں کے قریب آ رکی۔۔!

"کہاں ہیں تمہارے باس۔۔۔!" صفدر نے جوزف سے پوچھا!

جوزف نے اسی چھول داری کی طرف اشارہ کر دیا جس میں عمران داخل ہوا تھا۔

لیکن چھول داری کا پردہ ہٹانے پر معلوم ہوا کہ وہ دوسری طرف سے نکل گیا تھا۔۔۔ ادھر کے پردوں کے بند کھلے ہوئے تھے۔

"پتہ نہیں کیا کرتا پھر رہا ہے۔۔۔!" تنویر دانت پیس کر بولا۔

پھر وہ چھول داریاں اکھاڑنے لگے تھے۔۔۔! صفدر نے جوزف کو مخاطب کر کے کہا۔ "و ان کے لئے جھیل میں جال ڈالنے جا رہے تھے؟"

"کک۔۔۔ کیوں۔۔۔؟"

"لوگوں کا خیال ہے کہ ڈوب مرا۔۔۔!" تنویر نے زہریلے لہجے میں کہا۔

جوزف ہنسنے لگا۔۔۔ پھر بولا۔۔۔ "لیکن مسٹر ہم جائیں گے کہاں۔۔۔؟"

"بستی میں کئی ہوٹل ہیں۔۔۔!" صفدر نے جواب دیا!

* * *

جھیل کے اس گھاٹ پر خاصی بھیڑ تھی جہاں عمران کی چھول داری نصب تھی۔۔۔ ڈوبنے والے کی لاش کی دستیابی کے لئے کوششیں جاری تھیں۔ جاوید اور اس کے ساتھیوں کے چہرے اتر گئے تھے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے احمق ان کا کوئی قریبی عزیز رہا ہو۔

پروین تو شائد کچھ دیر پہلے روتی رہی تھی۔۔۔ اس کی آنکھیں متورم اور سرخ تھیں۔

اچانک کسی نے چیخ کر کہا۔ "وہ رہا۔۔۔ وہ رہا۔۔۔؟"

لاش پانی پر چت تیرتی ہوئی کنارے کی طرف آ رہی تھی۔۔!

"افسوس۔۔۔ افسوس۔۔۔!" کئی آوازیں فضا میں ابھریں۔

قریب پہنچ کر لاش نے پھر غوطہ کھایا اور سیدھی ہو کر خشکی پر چڑھ آئی۔

"ارے۔۔۔ ارے۔۔۔!" بے شمار حیرت زدہ آوازوں نے اس کا استقبال کیا۔

پروین کے قہقہوں میں آنسو بھی شامل تھے۔

"یہ کیا حرکت تھی۔۔۔!" لوور سمتھ حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"مچھلیوں کو پوری طرح معلوم ہو گیا ہے کہ میں یہاں موجود ہوں۔۔۔!" احمق نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "نہ جانے کدھر سٹک گئیں۔۔؟"

"میں پوچھ رہا ہوں۔۔۔؟"

"آپ براہ کرم خاموش رہیے۔۔۔!" جاوید نے آگے بڑھ کر لوور سمتھ سے کہا۔ "جھیل میں تیراکی پر کوئی پابندی نہیں۔۔۔؟"

اچانک اس گھاٹ پر موجود سب ہی آدمیوں نے عمران کی طرف سے بولنا شروع کر دیا اور جھیل کے گران ملے کی آواز گھٹ کر رہ گئی!

لوور سمتھ نے حالات کا رخ بدلتے دیکھ کر وہاں سے ٹل ہی جانے میں عافیت سمجھی!

"آپ بہت تھک گئے ہوں گے۔۔۔!" جاوید نے احمق کا شانہ تھپکتے ہوئے کہا!

وہ کچھ نہ بولا۔ پروین خاموشی سے اسے دیکھے جا رہی تھی۔

احمق بھی بالکل خاموش تھا۔۔۔ دفعتاً اس نے چونک کر کہا۔

"میرا لوٹا کہاں ہے۔۔۔؟"

"ہم نے احتیاط سے رکھ دیا ہے آپ مطمئن رہیے۔۔۔!" جاوید بولا۔

"اور اب تو آپ ہمارے مہمان ہیں۔۔۔ ہمارے ساتھ ہی چلیں گے۔۔!"

"کک۔۔۔ کہاں۔۔۔؟"

"ہمارے گھر۔۔۔ اگر آپ یہاں رہے تو لوور سمتھ ضرور پریشان کرے گا۔!"

"میں اسے جنگل میں دبا کر جھیل میں کود جاؤں گا۔؟"

"آپ نہیں جانتے۔۔۔ وہ اچھا آدمی نہیں ہے۔۔۔؟"

"ہم اس سے کہہ چکے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھی ہیں۔۔۔!" پروین بولی۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔۔!" احمق بڑبڑایا۔

"کیوں۔۔۔؟"

"میں خود کو ہر وقت تنہا اور لاوارث محسوس کرنا چاہتا ہوں۔"

"دیکھئے جناب۔ آپ کو ہمارے ساتھ چلنا ہی پڑے گا۔"

"اگر آپ زبردستی کریں گے تو مجبور ہو جاؤں گا۔"

"زبردستی ہی سمجھ لیجئے۔"

"آپ کے یہاں مونگ کی دال تو نہیں کھائی جاتی۔"

"کبھی کبھی....." جاوید ہنس کر بولا۔

"میں اس سے الرجک ہوں..... لہٰذا معاف کر دیجئے۔"

جاوید نے اپنے ملازموں کو اس کا سامان اکٹھا کر کے کاروں تک پہنچانے کی ہدایت دی ہی تھی کہ اوور سمز پھر آ پہنچا اس کے ساتھ اس بار دس بارہ بڑے بڑے آدمی تھے اور کوئی بھی صورت سے رحم دل نہیں معلوم ہوتا تھا!

"تمہیں ہمارے ساتھ چلنا پڑے گا۔!" اس نے احمق کو للکارا۔

جاوید کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اوور سمز پر جھپٹ پڑے گا۔!

دفعتاً احمق نے ہاتھ اٹھا کر کہا "اب تم دخل نہ دو! صاحب غصے میں معلوم ہوتے ہیں۔ مجھے ان کے ساتھ جانا ہی پڑے گا۔"

"یہ ناممکن ہے آپ ہمارے مہمان ہیں ہماری عزت کا سوال ہے۔" جاوید اسی پر الٹ پڑا۔

"نہیں اوور سور صاحب آپ مجھے لے چلئے!" احمقانہ انداز میں کہا گیا!

پھر اوور سور پر جو قہقہہ پڑا ہے تو احمق بھی بوکھلا کر اپنا منہ دبانا اور کبھی دونوں ہاتھوں سے گال پیٹنے لگتا تھا۔

"پکڑ لو.....!" اوور سمز اپنے آدمیوں کی طرف مڑ کر دہاڑا۔

"اب میں واقعی جان دے دوں گا!" احمق نے پھر پانی میں چھلانگ لگا دینے کی دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

وہ سب اس کی طرف جھپٹے اور احمق انہیں جھکائی دے کر سیدھا اپنی پھولداری میں جا گھسا! وہ ادھر مڑے قریب پہنچے ہی تھے کہ پھولداری اکھڑ کر ان پر جا پڑی ساتھ ہی احمق نے پھولداری پر چھلانگ لگائی اور چیخنے لگا "ہاں ہاں مار ڈالو مجھے لوٹ لو!"

وہ بھی ایک دوسرے پر ڈھیر ہوتے چلے گئے تھے... اوور سمز ہکا بکا کھڑا رہ گیا!

احمق بڑی تیزی سے اٹھ کر اس کی طرف جھپٹا اور قریب پہنچ کر بڑے ادب سے بولا۔

"آپ خود پکڑ لے چلئے۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا کیونکہ آپ کی آنکھیں بڑی خوبصورت ہیں!"

اوور سمز بے بسی سے چیخنے لگا اس میں کسی قدر جھینپ بھی شامل تھی۔

"رہنے دو!" اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے ساتھیوں سے کہا جو پھول داری کے پیچھے سے نکل آنے کی جدوجہد کر رہے تھے پھر احمق سے بولا۔ "کیا تم سچ مچ پاگل ہو.....؟"

"میرے باپ نے مجھے گھر سے نکال دیا ہے؟" احمق نے گلوگیر آواز میں کہا!

"اچھا تو پھر میرا مہمان بننا قبول کر لو!" اوور سمز کے لہجے میں بھی اس بار نرمی تھی۔

احمق نے مڑ کر جاوید کی طرف دیکھا۔

جاوید آگے بڑھ کر بولا۔ "یہ ناممکن ہے! یہ پہلے سے میرے مہمان ہیں!"

اوور سمز نے اسے نظر انداز کر کے عمران سے کہا "میرے مہمان بنو یا جیل جانے کے لئے تیار رہو!"

"اب بتایئے بھائی صاحب!" احمق جاوید کی طرف دیکھ کر گڑگڑایا۔

"آپ میرے مہمان ہیں میں کچھ نہیں جانتا!"

"اچھا تو جناب آپ مجھے قتل کر دیجئے..!" احمق نے اوور سمز سے کہا اور جاوید کی طرف مڑ کر بولا۔ "پھر آپ ان کے دس مہمانوں کو قتل کر دیجئے گا..... مجھے ذرہ برابر بھی پرواہ نہ ہوگی!"

ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔ صرف اوور سمز اور جاوید دونوں ایک دوسرے کو خون خوار نظروں سے گھورے جا رہے تھے۔

"اب آپ بتایئے میں کیا کروں..!" دفعتاً احمق پروین سے پوچھ بیٹھا!

"جیل چلے جایئے!" وہ مسکرا کر بولی۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے..!" احمق نے سعادت مندانہ انداز میں سر ہلا کر کہا۔ "ایسے مہمان کو جیل ہی جانا چاہئے.. چلئے جناب لے چلئے..! اگر نہیں ٹھہریے ایک میزبان میرا سامان

اپنے ساتھ لے جائے اور دوسرا مجھے... وہ کیا ترکیب سمجھ میں آئی ہے!"

وہ جاوید کی طرف مڑ کر بائیں آنکھ دباتا ہوا مسکرایا۔

"کپڑے تو پہن لو!" اوور سمز بولا۔

"ناممکن! اجی بات زبان سے نکل گئی نکل گئی... جو میں اپنے اس میزبان کے سپرد کر چکا اسے واپس نہیں لے سکتا! آپ کے ساتھ تو یونہی چلوں گا۔"

"تم آدمیوں کی طرح بات کیوں نہیں کرتے...!" اوور سمز پھر جھلا گیا۔

"تو کیا لنگوٹی بھی اسی میزبان کے حوالے کر دوں....؟"

"اب میں تجھے پکڑوا کر لے چلوں گا.... سامان سمیت....؟"

"ٹاٹا....!" احمق نے جاوید کی طرف مڑ کر ہاتھ ہلایا اور چھپاک سے جھیل میں چھلانگ لگا دی۔

"دیکھو...!" اوور سمز اپنے آدمیوں کی طرف دیکھ کر دہاڑا اور ان میں سے تین کپڑوں سمیت ہی جھیل میں کود گئے....!

پروین کی چچی نے جاوید کو اشارے سے اپنے پاس بلایا اور بولیں۔ "تم اس کا سامان وامان اپنے ساتھ ہرگز نہ لے چلنا....؟"

"آخر کیوں آنٹی....؟" پروین بول پڑی۔

"تم خاموش رہو... جاوید میاں نے اگر میرا کہنا نہ مانا تو بڑی مشکل میں پڑیں گے...!"

"آپ فکر نہ کریں.... میں جانتا ہوں کہ کیا کر رہا ہوں....؟"

اوور سمز کے وہ آدمی جو پانی میں کودے تھے ادھر ادھر ہاتھ پیر مارتے رہے لیکن احمق کا سراغ نہ مل سکا۔

آخر کار اوور سمز نے جاوید کو گھونسہ دکھا کر کہا "تم شوق سے اس کا سامان لے جاؤ... لیکن اب شاید ہی شیخ صاحب کے گھرانے کو سکون نصیب ہو سکے....؟"

جاوید نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور دوسری طرف متوجہ ہو گیا۔

شام ہونے سے پہلے پہلے جاوید کے ساتھی بستی میں پہنچ گئے تھے۔

پروین کی چچی نے جاتے ہی شیخ صاحب کو ان حالات سے آگاہ کر دیا اور وہ جاوید پر برس پڑے۔

"یہ کیا کیا تم نے...؟"

"میں اسے کہیں اور ٹھہرا دوں گا...! ضروری نہیں کہ وہ اسی گھر میں قیام کرے...!"

"جاوید تم نہیں سمجھ سکتے کہ میں آج کل کتنا پریشان ہوں... تم نے یہ خواہ مخواہ کا بکھیڑا کر دیا!"

"آپ کیوں پریشان ہیں مجھے بھی تو بتائیے...!"

"کچھ نہیں... جو دل چاہے کرو...!" شیخ صاحب نے کہا اور وہاں سے چلے گئے...!

"دیکھا تم نے...!" پروین کی چچی نے جاوید کو مخاطب کر کے کہا۔

جاوید کچھ نہ بولا۔ تقریباً سات بجے ایک ملازم نے جاوید کو کسی کمبل پوش کی آمد کی اطلاع دی۔

"کمبل پوش...!" جاوید نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"کمبل والا ہوگا....؟" پروین ہنستی ہوئی بولی۔

وہ اس وقت کیرم کھیل رہے تھے... ان کے پارٹنرز کو ان کا اس طرح اٹھ جانا کھل گیا تھا لیکن وہ خاموش رہے۔ جاوید اور پروین باہر آئے تھے برآمدے کے نیچے ایک کمبل پوش کھڑا نظر آیا اس کے چہرے پر روشنی نہیں پڑ رہی تھی اس لئے فوری طور پر پہچانا نہ جا سکا...!

"فرمائیے...؟" جاوید نے برآمدے ہی میں کھڑے کھڑے پوچھا۔

"کمبل خیراتی ہے... آپ لوگ کھانا کھلوا دیجئے...!" کمبل پوش نے کہا اور جاوید قہقہہ لگا کر اس سے لپٹ گیا۔

"آپ نے میری لاج رکھ لی...!" وہ اس سے بولا۔ "چلئے اندر چلئے... میں نے آپ کے لئے الگ کمرے کا انتظام کیا ہے....؟"

وہ اسے اندر لایا اور پروین سے بولا! "آپ وہیں چلئے میں انہیں کمرے تک پہنچا کر آتا ہوں....؟"

پھر وہ کمرے میں پہنچے ہی تھے کہ شیخ صاحب دوسرے دروازے میں کھڑے نظر آئے۔

وہ احمق کو گھورے جا رہے تھے دفعتاً انہوں نے جاوید سے کہا "تم نے تو کہا تھا کہ تم انہیں کہیں اور ٹھہراؤ گے....؟"

احمق نے جھک کر انہیں سلام کیا اور جاوید سے بولا۔ "یہ غالباً آپ کے والد صاحب ہیں....؟"

"نہیں.... چچا صاحب....؟"

"ایک ہی بات ہے۔ اچھا اب آپ آرام کیجئے!" احمق نے اس کا شانہ تھپک کر کہا۔

"میں ذرا چچا کو اپنی دکھ بھری کہانی سنانا چاہتا ہوں!"

جاوید نے متحیرانہ انداز میں شیخ صاحب کی طرف دیکھا جو خود بھی حیرت سے کمبل پوش کو دیکھے جا رہے تھے۔

"ان سے کہیے.. کہ یہ جا کر آرام کریں!" احمق نے شیخ صاحب سے کہا اور وہ چونک کر بولے! "ہاں۔ ہاں۔ جاؤ!"

جاوید غیر ارادی طور پر کمرے سے نکل گیا اور مڑ کر دیکھا تو احمق دروازہ بند کرتا ہوا نظر آیا... وہ جاوید کو آنکھ مار کر مسکرایا بھی تھا۔

جاوید جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔!! اس کی آنکھوں میں فکرمندی کے آثار تھے۔

بند دروازے کو گھورے جا رہا تھا پھر بے آواز چلتا ہوا دروازے کے قریب آیا اور دم سادھ کر ان کی گفتگو سننے کی کوشش کرتا رہا۔ لیکن اسے حیرت ہوئی اندر سے کسی قسم کی بھی آواز نہیں آ رہی تھی!

* * *

جاوید پھر اسی کمرے میں واپس آیا جہاں وہ لوگ کیرم کھیل رہے تھے! کھیل دوبارہ شروع ہوا لیکن جاوید کا دماغ اسی معاملے میں الجھا رہا۔ وہ قریباً پانچ منٹ تک احمق والے کمرے کے دروازے پر کھڑا رہا تھا لیکن اندر سے کسی کی بھی آواز نہیں سنائی دی تھی.. اس کا خیال تھا کہ شیخ صاحب گفتگو کے اختتام پر اس کمرے میں ضرور آئیں گے!

آدھا گھنٹہ گزر گیا.. لیکن حالات میں کوئی تبدیلی نہ ہوئی۔ پروین کی چچی بھی اسی کمرے میں موجود تھیں اس لئے احمق کا تذکرہ بھی نہ ہو سکا! پروین نے پہلے ہی کمبل پوش سے متعلق اپنی لاعلمی ظاہر کر دی تھی لہٰذا جاوید سے کسی نے بھی اس کے بارے میں نہیں پوچھا تھا۔

جاوید بے چینی محسوس کر رہا تھا! اتنے میں ایک ملازم نے آ کر اطلاع دی کہ کھانے کی میز پر ان کا انتظار ہو رہا ہے..... وہ اٹھ گئے۔

پھر جیسے ہی ڈائننگ روم میں داخل ہوئے، پروین کی چچی "ہمرے" کہہ کر ٹھٹک گئیں۔

میز پر شیخ صاحب کے ساتھ احمق بھی موجود تھا اور شیخ صاحب کی بڑی لڑکی عالیہ اس سے

ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی اور خلاف معمول شیخ صاحب کا چہرہ بھی کھلا ہوا تھا۔

"آئیے.. آئیے..!" شیخ صاحب اٹھتے ہوئے بولے۔ "ارے جاوید... یہ عمران صاحب تو بڑے دلچسپ آدمی ہیں.. ان سے مل کر بے حد خوشی ہوئی۔!"

جاوید نے مڑ کر پروین کی چچی کی طرف دیکھا جن کے چہرے پر ناخوشگوار اثرات تھے!

وہ سب بیٹھ گئے اور عالیہ نے جاوید سے کہا! "اس دوران میں میری معلومات بہت وسیع ہو گئی ہیں... آپ کے یہ مہمان بڑی قیمتی اطلاعات فراہم کرتے ہیں۔!"

"مجھے خوشی ہے کہ میری دریافت آپ لوگوں کے لئے باعث زحمت نہیں بنی....!" جاوید ہنس کر بولا۔

کھانے کے دوران میں احمق تو خاموش رہا اور عالیہ انہیں بتاتی رہی کہ کس طرح اس کی معلومات میں اچانک گراں قدر اضافہ ہوا ہے۔ "مثال کے طور پر..." وہ ہنستی ہوئی بولی! "عمران صاحب کا خیال ہے کہ چاند کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے.. خلاء باز نہ جانے کہاں جا کر واپس چلے آتے ہیں۔؟"

"کیوں جناب...؟" جاوید نے عمران کو مخاطب کیا!

عمران نے احمقانہ سنجیدگی کے ساتھ سر کو جنبش دی!

"کیا آپ اس کے لئے کوئی دلیل رکھتے ہیں....؟"

"اس وقت تو کوئی دلیل نہیں رکھتا....؟"

"کیا مطلب...؟"

"جس وقت میں نے یہ بات کہی تھی بے چون و چرا تسلیم کر لی گئی تھی۔ دس پندرہ منٹ گزر جانے کے بعد دلیل کی طلب....؟"

وقت قہقہوں میں گزرتا رہا۔ کھانے کے بعد جب سب اٹھ گئے تو عالیہ نے جاوید کو ایک طرف لے جا کر کہا "یہ آخر ہے کیا بلا جس نے ابا جان جیسے سنجیدہ آدمی کو بچوں کی طرح گھٹنوں کے بل چلنے پر مجبور کر دیا....؟"

"کیا مطلب....!"

"یہاں آنے سے پہلے میں نے انہیں سرونٹس کوارٹر کے قریب گھٹنوں کے بل چلتے دیکھا تھا۔"

"ہوں...!" جاوید کسی سوچ میں پڑ گیا...!

ڈائننگ روم میں اب ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا!

"صورت سے تو بالکل احمق معلوم ہوتا ہے.. اور باتوں سے بھی کبھی اتنا احمق نہ معلوم ہونے لگتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے!" عالیہ بولی۔

"ہم. میں دراصل اس سے مچھلیاں پکڑنے کا فن سیکھنا چاہتا ہوں اور پھر اگر دلاور بیگ سے جھڑپ نہ ہوئی ہوتی تو شاید میں اسے مہمان نہ بناتا....!"

"وہ لوگ تو بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں!"

"خیر. لیکن تم نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے..!" جاوید نے طویل سانس لے کر کہا۔

"الجھن کی بات ہی ہے تصور نہیں کیا جاسکتا کہ ابا جان کسی بھی مرحلے پر غیر سنجیدہ ہو جائیں!"

"مگر اندھیرے میں تم نے انہیں پہچانا کیسے کر....!"

"اوہو.... گفتگو بھی تو کئے جا رہے تھے دونوں....!"

"کس قسم کی گفتگو کر رہے تھے دونوں....!"

"یہ بتانا دشوار ہے... میں نے ان کی آوازیں سنی تھیں!"

"اچھی بات ہے میں دیکھتا ہوں....!" جاوید نے کہا اور ڈائننگ روم سے نکل کر عمران کے کمرے کی طرف چل پڑا۔

دروازے پر رک کر دستک دی!

"کون ہے!" اندر سے آواز آئی۔ "شٹ... ٹھہرو. ذرا یہ پاجامہ مجھے تنگ کر رہا ہے!"

اس کے بعد دروازہ کھلنے میں زیادہ دیر نہیں لگی تھی!

"پاجامہ تنگ ہے چچا آپ کو!" جاوید نے ہنس کر پوچھا۔

"بغیر کمربند کا ہو تو آدمی ہی کو پہچانتا ہے...!"

"ارے تو آپ نے کمربند کے لئے کہا کیوں نہیں!"

"میں اس کا قائل نہیں کہ پاجامہ مہمان کا اور کمربند میزبان کا!"

"چچا جان آپ پر مہربان کیونکر ہوئے....!"

"چچا جان اور مہربان.... وہ.... شعر کہا جاسکتا ہے....!"

"نہیں بتایئے! پروین کی چچی نے تو انہیں آپ کے خلاف بھڑکایا تھا!"

"چچا آپ کے اور چچی پروین کی!"

"بات اڑانے کی کوشش نہ کیجئے!"

"مجھ پر عورتوں کے علاوہ اور ہر ایک کو رحم آجاتا ہے!"

"آپ اور انکل اس وقت کہاں گئے تھے....!"

"وہ مجھے اپنا پائیں باغ دکھانے لے گئے تھے!"

"اندھیرے میں!"

"اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا ہوں... یہی تو میری کوالٹی ہے..!"

"آپ پتہ نہیں کیا چیز ہیں اب تو آپ سے خوف معلوم ہونے لگا ہے!"

"کیوں!"

"پتہ نہیں!"

"تو پھر اٹھاؤں سامان اپنا کیا نام تھا اور سمگر صاحب کا، دلاور بیگ!"

"یہ تو کسی طرح بھی ممکن نہیں اگر آپ کالے سانپ بھی ثابت ہوئے تو ہمیں برداشت کرنا ہی پڑے گا!"

"ہوں تو پروین کی چچی نے میری وکالت کی تھی....!"

"ہاں وہ یونہی بحث کرتی رہتی ہیں ذرا ذرا سی بات پر!"

"اچھا تو چلو کہیں چلیں....!"

"آخر کیوں!"

"پھر کیا کریں.. کچھ نہ کچھ تو ہونا ہی چاہئے....!" عمران نے بڑے متفکر لہجے میں کہا "یہاں کوئی تفریح کی جگہ تو نہیں معلوم ہوتی!"

"کئی اچھے ہوٹل ہیں.... آپ کیا سمجھتے ہیں ہماری بستی کو..!"

"تو پھر لباس تبدیل کروں!" عمران نے چہک کر پوچھا!

"بالکل..."

* * *

نجیب خان گل کدہ کے ڈائننگ ہال میں کسی کا منتظر تھا! یہ یہاں کا سب سے اچھا ہوٹل تھا۔ غیر ملکی سیاح زیادہ تر یہیں قیام کرتے تھے۔

یہاں کا نظم و نسق جدید تقاضوں کے عین مطابق تھا۔ میزوں پر خوش رو لڑکیاں سرو کرتی تھیں اور ہیڈ ویٹر ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ آدمی تھا۔ نجیب خان نے اسے اشارے سے بلایا۔

ہیڈ ویٹر اس اشارے پر خوف زدہ سا ہو کر اس کی طرف بڑھا تھا!

"جناب عالی.....!" قریب پہنچ کر وہ تعظیماً جھکا.....!

"سنہرے بالوں والی لڑکی کہاں ہے.....؟"

"جج.... جی.... وہ....!" ہیڈ ویٹر چاروں طرف دیکھ کر بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا!

"پتہ نہیں..... مشش شاید..... وہ آج چھٹی پر ہے.....؟"

"کیا اپنے کمرے میں موجود ہے.....؟"

"معلوم نہیں جناب.....؟"

"معلوم کرو.....!"

ہیڈ ویٹر ڈائننگ ہال سے چلا گیا۔

یہاں کے ملازمین نجیب خان سے بہت زیادہ مرعوب معلوم ہوتے تھے۔ سرو کرنے والی لڑکیاں اسے سہمی ہوئی نظروں سے دیکھتیں۔

تھوڑی دیر بعد ہیڈ ویٹر واپس آیا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔!

"وہ کہہ رہی ہے کہ میں کسی سے بھی نہیں ملنا چاہتی۔ اور دروازہ نہیں کھولتی۔!" اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے میرا نام نہیں بتایا.....!" نجیب آہستہ سے غرایا۔

"بتایا تھا جناب.....!"

"اچھا!" نجیب اٹھتا ہوا بولا۔ "میں خود دیکھتا ہوں۔!"

ہیڈ ویٹر پیچھے ہٹ گیا۔ نجیب خان میزوں کے درمیان سے گزرتا ہوا بالائی منزل کے زینوں کی طرف بڑھ ہی رہا تھا کہ اچانک منہ کے بل گر پڑا۔

پھر بڑی پھرتی سے اٹھا تھا اور اپنے پیچھے والی میز کے ایک آدمی پر ٹوٹ پڑا تھا!

وہ مگرے..... مرے.....؟ ہی کرتا رہ گیا۔!

چاروں طرف سے لوگ دوڑ پڑے.. نجیب کے ہاتھوں پٹنے والا فرش پر چت پڑا گہری گہری سانسیں لے رہا تھا!

ہوٹل کے منیجر کی حالت قابلِ دید تھی.. شاید وہ بھی نجیب سے خائف تھا! اسی لئے کسی قسم کی باز پرس کے بغیر پٹنے والے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔

کسی نے بھی نجیب سے کچھ پوچھنے کی زحمت گوارہ نہ کی اور نجیب بھی اس کی طرف مزید توجہ دیے بغیر زینوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہیڈ ویٹر پٹنے والے کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا!

"آخر بات کیا تھی...!" منیجر نے ہیڈ ویٹر سے پوچھا۔

نجیب اب ڈائننگ ہال میں موجود نہیں تھا۔

"صاحب...!" ہیڈ ویٹر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "اندازے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان صاحب کے پیر سے الجھ کر خان صاحب گرے ہوں گے۔"

"خان صاحب...!" منیجر نے مٹھیاں بھینچ کر ٹھنڈی سانس لی۔

پٹنے والا اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس طرح بار بار آنکھیں پھاڑنے لگا تھا جیسے کچھ سجھائی نہ دے رہا ہو۔

"کیا میں آپ کو اٹھاؤں جناب...!" ہیڈ ویٹر نے جھک کر آہستہ سے پوچھا!

وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر ہیڈ ویٹر کو دیکھنے لگا۔

"اٹھاؤ..... اور میرے دفتر میں لے چلو.....!" منیجر بولا۔

کچھ لوگ ابھی وہیں کھڑے تھے اور کچھ اپنی میزوں پر واپس چلے گئے تھے۔ موضوعِ گفتگو نجیب خان ہی تھا۔

* * *

چہرے پر بوکھلاہٹ طاری تھی اور عمران احمقانہ انداز میں پٹے ہوئے آدمی کی لڑکھڑاتی چال دیکھے جا رہا تھا۔ ہیڈ ویٹر اسے سہارا دے کر منیجر کے کمرے کی طرف لے چلا تھا۔

"یہ یہ کک . کیا کیا آپ نے.. !" جاوید نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا!

"میں نے... کیا مطلب... !"

"آپ نے ٹانگ ماری تھی..... وہ بیچارا خواہ مخواہ پٹ گیا۔"

"اچھا تو کیا اب تم مجھے چڑانے کا ارادہ رکھتے ہو.....!"

"اب دیکھئے اس کی نظر مجھ پر نہیں پڑی تھی . ورنہ وہ ادھر ہی کا رخ کرتا !"

"کیا مطلب. !"

"داؤد بیگ اس کے مصاحبوں میں سے ہے !اس لئے یہ بھی ہمارے خاندان سے دشمنی رکھتا ہے!"

"ہے کون.....؟"

"نجیب خان جنگلات کا ٹھیکیدار اور سرکش آدمی ہے شرفا اس سے ڈرتے ہیں ا بے حد بارسوخ بھی ہے مگر یہ بتائیے آپ نے اسے ٹانگ کیوں ماری تھی۔!"

"وہم ہے تمہارا ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ...؟"

"آپ نے دیکھا کہ نجیب بھی دم دبا کر چلا گیا ...؟"

"کیا اس کے خلاف قانونی کارروائی کرنے والا یہاں کوئی نہیں ؟"

"مقامی حکام اس کی مٹھی میں ہیں.....!"

"ماردوں پھر . !"

"کیا مطلب !"

"اگر میری کسی غلطی کی بناء پر وہ بیچارہ پٹا ہے تو پھر میرا فرض ہے کہ میں نجیب خان کو ضرور ماردوں گا!"

"بس بس !زیادہ تیزی دکھانے کی ضرورت نہیں . بستی کے بہت بڑے بڑے بدمعاش اس کے نام سے کانپتے ہیں۔!"

"اچھا تو اب تم چپ چاپ گھر چلو.....؟"

"کیا مطلب. !"

"یار تمہارے مطلب سے تو میں تنگ آگیا ہوں.....وہ. دیکھو وہ واپس آرہا ہے۔!"

جاوید چونک کر زینوں کی طرف متوجہ ہو گیا.....! نجیب خان کے ساتھ ایک لڑکی بھی تھی . سنہرے بالوں والی ایک خوب صورت لڑکی لیکن وہ بے حد خائف نظر آرہی تھی۔!

وہ اسے لئے باہر نکلا چلا گیا!

"اٹھو.....؟" عمران نے جاوید سے کہا۔

جاوید اٹھ گیا. لیکن اس کے چہرے پر الجھن کے آثار تھے . !وہ باہر نکلے۔

نجیب خان لڑکی کو ایک ٹرک کی طرف لے جا رہا تھا باہر زیادہ روشنی نہیں تھی۔

ٹرک اندھیرے ہی میں کھڑا تھا !تاروں کی چھاؤں میں ان دونوں کی دھندلی پرچھائیاں سی نظر آرہی تھیں۔ پھر وہ ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئے اور انجن اسٹارٹ ہونے کی آواز آئی۔

"جلدی کرو ہمیں بھی ٹرک پر سوار ہونا ہے۔!" عمران نے کہا اور جاوید کا ہاتھ پکڑ کر دوڑنے لگا۔

جاوید کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہئے ..!بس وہ دوڑتا رہا اور جیسے ہی ٹرک حرکت میں آیا وہ بھی عمران ہی کی طرح چھلانگ مار کر ٹرک کے پچھلے حصے پر چڑھ گیا۔

"لیٹ جاؤ . !" عمران آہستہ سے بولا۔ "میں تمہیں بتاؤں گا کہ تاروں بھرا آسمان کبھی کبھی کتنا بھلا لگتا ہے۔؟"

"پتہ نہیں آپ کس مصیبت میں پھنسانے والے ہیں۔؟"

"میں سمجھا تھا کہ تم ایک نڈر اور ایڈونچر کے شائق نوجوان ہو . !"

"آخر یہ کس قسم کا ایڈونچر ہے. !"

"ارے تم نے دیکھا نہیں کہ وہ ایک لڑکی کو لے جا رہا ہے اور لڑکی خائف نظر آتی ہے۔!"

"لاحول ولا قوۃ.....؟"

"سوچ نہیں رہا ورنہ میں بھاگ جاتا.....؟"

"میں نہیں سمجھا.....!"

"لاحول پڑھی تھی تم نے.....؟"

"سنئے جناب !یہ کوئی ایسی انوکھی بات نہیں ہے ..!گل کدہ کی لڑکیاں لوگوں کے ساتھ باہر بھی جاتی ہیں۔؟"

"یہی تو دیکھنا ہے کہ باہر جا کر کیا کرتی ہیں....؟"

"آپ نہیں جانتے....؟" جاوید جھنجھلا کر بولا۔

"قسم لے لو....؟"

"لاحول ولا قوۃ....!"

"اب پڑھی لاحول تو نیچے چھلانگ لگا دوں گا!"

پھر وہ خاموش ہو گئے....! جاوید جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہو گیا تھا۔ پتہ نہیں اب کیا حشر ہو۔ وہ سوچ رہا تھا معاملات بڑھنے پر شیخ صاحب تک نہ جا پہنچیں!

ٹرک شور مچاتا آڑے ترچھے پہاڑی راستوں پر دوڑا جا رہا تھا سناٹے میں اس کی آواز معمول سے کچھ زیادہ ہی محسوس ہو رہی تھی!

دفعتاً ٹرک کی رفتار کم ہونے لگی اور عمران نے جاوید سے کہا "جب تک میں اٹھنے کو نہ کہوں اسی طرح لیٹے رہنا!"

آخر کار ٹرک رک گیا... لیکن انجن بند نہیں کیا گیا تھا۔ پھر انہوں نے نجیب خان کی آواز سنی جو کسی سے کہہ رہا تھا "پیچھے بیٹھ جاؤ!"

"اٹھو..!" عمران نے جاوید کو جھنجھوڑ کر کہا! "اسی طرح بیٹھ جاؤ جیسے اسی کے بٹھائے ہوئے ہیں!"

جاوید نے بڑی پھرتی دکھائی... دو آدمی ٹرک پر چڑھ آئے... اندھیرے میں ان کی شکلیں تو نہ دکھائی دیں... البتہ ان کے ہاتھوں میں رائفلیں صاف پہچانی جا سکتی تھیں۔

نووارد ان سے کسی قدر الگ ہٹ کر بیٹھ گئے... اور ایک نے اونچی آواز میں کہا "بیٹھ گئے!"

ٹرک دوبارہ حرکت میں آ گیا... نووارد خاموش بیٹھے رہے....!

تھوڑی دیر بعد عمران کچھ ایسے انداز میں ان کی طرف جھکا جیسے کچھ کہنا چاہتا ہو انہوں نے بھی جواباً اپنے سر آگے بڑھائے تھے! پھر جاوید نے دیکھا کہ دونوں کے سر ایک دوسرے سے ٹکرائے اور عمران ان پر چڑھ بیٹھا!

جاوید دم بخود بیٹھا رہا.. اسے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے دل اچھل کر حلق میں آ پھنسا ہو۔

اس کیفیت پر قابو پانے سے پہلے ہی اس نے دیکھا کہ دونوں نووارد لمبے لمبے لیٹ گئے ہیں!

عمران پھر اس کے قریب کھسک آیا۔

"ان کے کپڑے اتار کر ہمیں پہننا ہے اور انہیں اپنے پہنانا ہے!" عمران نے جاوید کے کان سے منہ لگا کر کہا!

"یہ کیا کرتے پھر رہے ہیں آپ....!"

"جو کچھ کہہ رہا ہوں کرو...ورنہ دقت میں پڑ جاؤ گے....!"

یہ مرحلہ بھی بخیر و خوبی طے ہوا۔ نوواردوں کے پاس رائفلوں کے علاوہ بڑی بڑی ٹارچیں بھی تھیں!

"کیا یہ دونوں مر گئے....!" جاوید نے پوچھا!

"ہم دونوں کو بھوت سمجھ کر فی الحال بے ہوش ہو گئے ہیں!"

"میں بھی بیہوش ہو جاؤں گا... اگر آپ نے دو منٹ کے اندر اندر مجھے یقین نہ دلایا کہ آپ بھوت نہیں ہیں....؟"

"فکر نہ کرو..! میں نے تمہیں بھی بھوت بنا دیا ہے... لہٰذا تم بے ہوش نہ ہو سکو گے..!"

"شاید میری زندگی کی یہ آخری رات ہو....!" جاوید نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا!

عمران کچھ نہ بولا۔

کچھ دیر بعد ٹرک پھر رکا تھا اور نجیب کی آواز سنائی دی تھی! "اترو اور راستہ دکھاؤ..!"

عمران نے جاوید سے کہا "تم اپنی ٹارچ ہرگز نہ روشن کرنا....!"

کاندھوں سے رائفلیں لٹکائے ہوئے وہ نیچے اتر گئے!

نجیب بھی لڑکی سمیت نیچے ہی کھڑا ہوا تھا....! عمران نے ٹارچ ایسی پوزیشن میں روشن کی تھی کہ روشنی خود ان دونوں کے چہروں پر نہ پڑ سکے! نجیب لڑکی کا بازو پکڑے ہوئے بائیں جانب والے ایک درے میں داخل ہوا اور عمران کی ٹارچ کی روشنی میں آگے بڑھتا رہا!

درہ زیادہ طویل نہیں تھا.. وہ پھر کھلے میں نکل آئے اور اس سفر کا اختتام ایک بڑے سے جھونپڑے پر ہوا جو لکڑی کے تختوں سے بنایا گیا تھا....!

"تم دونوں باہر ٹھہرو..!" نجیب نے ان کی طرف مڑے بغیر کہا اور لڑکی سمیت

جھونپڑے میں چلا گیا!

چاروں طرف گھور اندھیرا تھا۔ البتہ جھونپڑے کی کھڑکیوں سے ہلکی ہلکی روشنی پھوٹ رہی تھی... غالباً اندر کیروسین لیمپ روشن تھا!

وہ دونوں پہرے داروں کے سے انداز میں دروازے پر جم گئے۔

دروازہ صرف بھیڑ دیا گیا تھا! اندر سے بند نہیں کیا گیا تھا!

"کہیں وہ دونوں ہوش میں آ کر یہاں نہ آ پہنچیں...!" جاوید نے آہستہ سے کہا۔

"ایک گھنٹے سے پہلے ہوش میں نہ آ سکیں گے۔ فکر نہ کرو!" عمران بولا۔

"اب زبان کھولو!" انہوں نے نجیب کی غراہٹ سنی۔

"میں کچھ نہیں جانتی! جانتی ہوتی تو وہیں بتا دیتی۔ مجھ پر رحم کیجئے!"

"گل کدہ میں کب سے ہو!"

"پندرہ دن سے زیادہ نہیں ہوئے!"

"اس سے پہلے کہاں تھیں!"

"سرود گڈھ میں!"

"وہاں کیا کرتی تھیں!"

"پڑھتی تھی۔ یقین کیجئے! میں ایک اچھے گھرانے کی فرد ہوں۔ وہ ایک ایسی ہی افتاد تھی جس نے اس حال کو پہنچا دیا!"

"کالے آدمی کی بات کرو۔ جن کے ساتھ کالا آدمی ہے وہ کون ہیں؟"

"میں نے کسی کالے آدمی کو نہیں دیکھا!"

"بکواس مت کرو۔ تم ان میں سے ایک کے کمرے میں بھی گئی تھیں۔!"

"کمرے میں گئی تھی۔ اوہ... وہ میرے اور میرے گھرانے کے ایک شناسا ہیں صفدر صاحب۔۔ اتفاقاً ان سے ملاقات ہو گئی۔۔ وہ گل کدہ ہی میں مقیم ہیں اسی اچانک ملاقات کی بناء پر میں خود کو بیمار سی محسوس کرنے لگی تھی۔!"

"کیوں بیمار محسوس کرنے لگی تھی۔۔!"

"اب ایسے حالات سے دوچار ہوں کہ کسی شناسا کا سامنا نہیں کر سکتی۔"

"وہ کیا کرتا ہے...!"

"یہ میں نہیں جانتی!"

"پکی بات!" نجیب غرایا۔۔ "ورنہ جانتی ہو یہاں کیا حشر ہوگا تمہارا!"

"اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی!"

"اچھی بات ہے اب تم دیکھو گی کہ تم پر کیا گزرتی ہے۔ باہر بھی دو آدمی موجود ہیں۔!"

"رحم کیجئے مجھ پر!"

"ناممکن۔۔!"

"میں کس طرح یقین دلاؤں آپ کو؟"

"کتنے دنوں بعد اس سے ملاقات ہوئی ہے؟"

"سات آٹھ سال بعد۔ کسی زمانے میں وہ ہمارے پڑوسی تھے۔!"

"اگر یہ بات غلط نکلی تو!"

"جو چور کی سزا وہ میری...؟"

"تم مجھے جانتی ہو...؟"

"آپ کو کون نہیں جانتا...؟"

"تمہاری صحیح و سلامت واپسی کی صرف ایک ہی صورت ہے۔!"

"میری واپسی!" وہ رقت آمیز آواز میں بولی "لیکن اب وہاں واپس نہیں جانا چاہتی! جس طرح لائی گئی ہوں اس کے بعد میں گل کدہ میں کسی سے بھی آنکھیں نہ ملا سکوں گی۔!"

"تو کیا تم نے خدا کی تلاش میں گھر سے باہر قدم نکالا تھا۔۔؟"

"کسی طرح بھی نکلی ہوں۔ لیکن گل کدہ کی دوسری لڑکیوں کی طرح نہیں ہوں۔ صرف محنت سے اپنی روزی کماتی ہوں۔؟"

"میں تمہیں برائی کے راستے پر تو نہیں ڈالنا چاہتا۔!"

"پھر آخر یہاں میری موجودگی کا کیا مطلب ہے۔؟"

"ایک اچھے کام میں میرا ہاتھ بٹاؤ...!"

"میں نہیں سمجھی۔!"

"اپنے اس شناسا کے بارے میں معلومات فراہم کر کے مجھ تک پہنچاؤ لیکن اس پر یہ نہ ظاہر ہونے پائے کہ تم کسی دوسرے کے لئے معلومات حاصل کر رہی ہو۔"

"کیا صفدر صاحب نے وہاں سے میری روانگی نہ دیکھی ہوگی۔!"

"نہیں۔ !وہ لوگ اس وقت گل کدہ میں موجود نہیں تھے۔ !اور پھر وہ ذاتی طور پر مجھے نہیں جانتا۔!"

"کیا۔ وہ۔ کوئی۔ !"

"سنو۔ !ہو سکتا ہے آٹھ سال پہلے وہ کوئی اچھا آدمی رہا ہو۔ برائی تو پل بھر میں انسانی ذہن پر حاوی ہو جاتی ہے مجھے شبہ ہے کہ وہ اسمگلروں کی کسی ٹولی سے تعلق رکھتا ہے۔ میں بدنام آدمی ضرور ہوں۔ لیکن کوئی ایسا کام نہیں کرتا جس سے ملک و قوم کو نقصان پہنچے۔!"

"اگر یہ بات ہے تو میں ہر طرح حاضر ہوں....؟"

"شاباش ...!تم واقعی نیک لڑکی معلوم ہوتی ہو۔ کیا نام ہے تمہارا !"

"تہمینہ ۔!"

"اچھا تو چلو، میں تمہیں واپس بھیج آؤں! میرا خیال تھا کہ تم بھی اسی گروہ سے تعلق رکھتی ہو۔ لیکن میں تمہاری آنکھوں میں معصومیت دیکھ رہا ہوں... !"

"بہت بہت شکریہ ۔ !لیکن اب میں گل کدہ واپس نہیں جانا چاہتی۔!"

"پھر تم اس کے بارے میں معلومات کیسے فراہم کرو گی .. !"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں !"

"چلو.... !صرف تمہارے ضمیر کو مطمئن ہونا چاہئے۔"

"کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی ...؟"

"اب پیدا ہو گئی ہو تو بھگتو گی !" عمران بڑبڑایا اور جاوید کو ہنسی آ گئی۔

"رونے کا مقام ہے !اتنی بڑی ہو جانے کے بعد کہہ رہی ہے کاش میں پیدا ہی نہ ہوئی ہوتی۔!"

دفعتاً اندر سے نجیب کی آواز آئی۔! "اچھا۔ چلو... میں تمہیں پہنچا دوں !"

وہ باہر نکلے اور نجیب نے روشنی دکھانے کو کہا۔

جاوید سوچ رہا تھا کہ اب ضرور کوئی گڑبڑ ہوگی اگر ٹرک پر بیٹھ بھی گئے تو کہیں اسی جگہ نہ اتار دیئے جائیں جہاں سے وہ دونوں آدمی سوار ہوئے تھے۔ اگر ایسا ہوا تو پیدل چلتے چلتے دم لبوں پر آ جائے گا۔ آخر اس احمق کو یہ کیا سوجھی تھی....؟

ٹرک کے قریب پہنچ کر نجیب نے ان سے کہا۔ "تم لوگ جھونپڑے میں واپس جاؤ رات وہیں بسر کرنا !"

عمران نے کھانسیوں کے درمیان بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "بہت بہتر !" اور جاوید کی کھوپڑی ناچ کر رہ گئی۔

انجن اسٹارٹ ہوا اور ٹرک آہستہ آہستہ رینگنے لگا۔ واپسی کے لئے اس کا رخ موڑنا تھا۔

عمران جاوید کا بازو پکڑ کر اسے اندھیرے میں کھینچ لے گیا۔

پھر جیسے ہی ٹرک کا رخ بدلا وہ آہستہ سے بولا۔ "بس اب احتیاط سے ٹرک پر چڑھ جاؤ۔ !"

جاوید بہت شدت سے بوکھلایا ہوا تھا۔ !ٹرک پر پہنچ کر جان میں جان آئی۔

دونوں بے ہوش آدمی اب بھی لمبے لمبے لیٹے ہوئے تھے۔!

"اب کیا صورت ہوگی ؟" جاوید نے عمران کے کان سے منہ لگا کر پوچھا۔

"بہت بد صورت ہوگی... !کیونکہ ان دونوں سے اپنے کپڑے واپس لینے پڑیں گے۔! سردی بڑھ گئی ہے ...ورنہ اپنے کپڑے چھوڑ کر ان کے کپڑے سرہانے رکھ دیتے۔!"

جاوید نے طوعاً و کرہاً اپنے حصے میں آئے ہوئے آدمی کے جسم سے اپنے کپڑے اتارے تھے اور اس کے کپڑے اسے پہنا دئے تھے۔!

کچھ دیر بعد عمران نے اس سے کہا۔ "بستی کے قریب والے موڑ پر تم اتر کر گھر کی راہ لینا۔!"

"اور آپ....؟"

"میں نجیب خان کو اس لڑکی کے پیدا ہونے کا مزہ چکھاؤں گا ..!"

"آخر مقصد کیا ہے !"

"چھٹیاں اسی طرح گذارتا ہوں....؟"

"آپ کو مہمان بنا کر میں نے گویا حاتم کی قبر پر لات ماری ہے۔!"

"حاتم نے مہمان کو گھوڑا ذبح کر کے کھلایا تھا گدھا نہیں۔!"

"اگر یہ دونوں ہوش میں آگئے تو کیا ہوگا....؟"

"ہمارے کپڑے ہمارے جسموں پر موجود ہیں لہٰذا اب کیا پروا جس وقت چاہیں ہوش میں آجائیں....؟"

جاوید نے زچ ہو کر خاموشی اختیار کرلی۔

عمران کچھ دیر بعد بولا۔ "واپس آکر تمہیں مچھلی پکڑنے کی ترکیب بتاؤں گا۔!"

"موتی چور کے لڈو بھی لیتے آیئے گا...!" جاوید نے بھنا کر کہا۔ ... وہ سوچ رہا تھا کہ کمبخت بچوں کی طرح بہلا رہا ہے۔ پتہ نہیں کیا مقصد ہے ان سب حرکتوں کا۔

⁂

گل کدہ کے قریب پہنچ کر نجیب خان نے ٹرک روکا ہی تھا کہ ایک آدمی اسٹیئرنگ کی طرف والے دروازے کے قریب آکھڑا ہوا۔

"دو آدمی ٹرک سے گرے ہیں۔ !" اس نے بھدی آواز میں اطلاع دی۔

"تم کون ہو..!" نجیب خان نے اُسے گھورتے ہوئے پوچھا!

"میں تمہیں ایک اطلاع دے رہا ہوں.. تمہیں اس سے کیا کہ میں کون ہوں یقین نہ ہو تو چلو میرے ساتھ۔"

وہ آدمی روشنی میں تھا نجیب نے اسے بغور دیکھا! عجیب سا چہرہ تھا۔ ! پھیلی ہوئی بھدی ناک کے نیچے گھنی مونچھوں کے سائبان نے دہانے کو پوری طرح ڈھک لیا تھا۔ ناک اور ٹھوڑی کے درمیان صرف مونچھیں نظر آتی تھیں۔

"تم بکواس کررہے ہو....؟"

"خوب اِدھر دیکھو.. ٹریفک کانسٹیبل بھی اسی طرف آرہا ہے شاید اس نے بھی دیکھا تھا۔"

نجیب گاڑی سے اترتا ہوا تہمینہ سے بولا "تم جاؤ....؟"

وہ دوسری طرف سے اتر کر ہوٹل کی جانب بڑھ گئی۔

"آہا.. خان صاحب السلام علیکم جناب عالی...!" کانسٹیبل نے بڑے ادب سے اسے سلام کرکے وہی اطلاع دی جو خوفناک چہرے والے اجنبی نے کچھ دیر پہلے دی تھی۔

"چلو.. دکھاؤ کہاں ہیں۔ !" نجیب نے کہا اور کانسٹیبل کے ساتھ چل پڑا۔

وہاں سے تقریباً سو قدم کے فاصلے پر اسے اپنے وہ دونوں آدمی پڑے ہوئے ملے جنہیں جھونپڑے ہی میں عمران چھوڑ کر آیا تھا۔

وہ بے ہوش تھے اور اکھڑی سانسیں لے رہے تھے۔

"وہ کہاں گیا.. ...؟" نجیب مضطربانہ انداز میں مڑا۔

"کون جناب....؟" کانسٹیبل نے پوچھا۔

"وہ جو میرے پاس کھڑا تھا !"

"تمہارے ساتھ تو کوئی بھی نہیں تھا....؟"

"یہ میرے آدمی ہیں.. پیچھے بیٹھے ہوئے تھے! میرے کسی دشمن نے انہیں اس حال کو پہنچایا ہے! تم انہیں دیکھو میں اسے تلاش کرتا ہوں !"

"بہت اچھا جناب....؟"

نجیب خان دوڑنے کے سے انداز میں ہوٹل کے صدر دروازے تک پہنچا تھا۔

جیسے ہی ڈائننگ ہال میں داخل ہوا وہاں ایک بار پھر کھلبلی پڑ گئی۔ وہ دروازے کے قریب رک کر ہال میں بیٹھے ہوئے لوگوں کا جائزہ لینے لگا تھا۔

خوفناک چہرے والا آدمی وہاں دکھائی نہ دیا۔

اب اس کے قدم زینوں کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ! اوپر پہنچ کر تہمینہ کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ ! لیکن اندر سے جواب نہ ملا۔ ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا لیکن تہمینہ کی بجائے ایک مرد پر نظر پڑی جو صورت ہی سے بالکل احمق معلوم ہوتا تھا!

"تہمینہ کہاں ہے....؟" نجیب نے تیکھی آواز میں پوچھا!

"میں بھی اسی کا منتظر ہوں....؟"

"کیا وہ بھی یہاں آئی تھی ..!"

"نہیں تو ... مجھے معلوم ہوا تھا کہ اسے کوئی بدمعاش اپنے ساتھ لے گیا ہے !"

"تم کون ہو....؟" نجیب دہاڑا۔

"میں عمران ہوں۔ !"

"کیا اس کے گاہک ہو!" نجیب نے لہجے میں نرمی پیدا کر کے پوچھا!

"کیا وہ آلو بخارا ہے کہ میں اس کا خریدار ہوں۔"

"سیدھی طرح بات کرو...."

"اے الٹی سیدھی تو تم خود ہانک رہے ہو، میرا کیا قصور۔ !"

"اچھا کمرے سے نکل جاؤ۔"

"میں اس بدمعاش کا انتظام کر رہا ہوں جو اسے خوف زدہ کر کے اپنے ساتھ لے گیا ہے۔"

"بکواس بند کرو.... میں اسے لے گیا تھا...."

"صورت ہی سے بدمعاش معلوم ہوتے ہو!"

"شٹ اپ...."

"تہمینہ کہاں ہے...."

"میں کہتا ہوں کمرے سے نکل جاؤ...."

"تم نے بہت برا کیا وہ مجھ سے خفا ہو کر مردان گڑھ سے چلی آئی تھی لیکن اب میرے ابا جان نے شادی کی اجازت دے دی ہے۔"

"اوہ.... تو تمہاری وجہ سے اس نے گھر چھوڑا تھا۔"

"ہاں.... لیکن اب میں اسے واپس لینے آیا ہوں...."

"اب وہ تمہارے کام کی نہیں رہی۔۔ واپس جاؤ!" نجیب نے زہریلی سی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"میں جانتا ہوں کہ وہ کسی کام کی نہیں نہ روٹیاں پکا سکتی ہے اور نہ گھر میں جھاڑو دے سکتی ہے پھر بھی میں اسے دل و جان سے چاہتا ہوں۔"

"کیا تم بالکل گدھے ہو!"

"اے زبان سنبھال کے۔۔! منہ توڑ دوں گا اگر مجھے گدھا کہا۔"

"جاؤ ننھے بچے گھر واپس جاؤ۔۔ ورنہ دیر سے جانے پر ممی ماریں گی۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا۔ اچھا تہمینہ نے بتایا ہوگا۔۔ ممی اور پاپا اب تک میری پٹائی کرتے ہیں۔" عمران نے جھینپنے کی سی اداکاری کی۔

"اچھا بس اب جاؤ...."

"ہرگز نہیں تہمینہ کو ساتھ لے کر جاؤں گا۔"

"تم سمجھتے کیوں نہیں.... وہ طوائف ہو گئی ہے....!"

"واہ.... واہ.... تب تو ناچ گانے کی بھی آسانی رہے گی۔"

نجیب خان خاموش ہو کر اسے غور سے دیکھنے لگا عمران کے چہرے پر پہلے سے بھی زیادہ حماقت طاری ہو گئی تھی۔

"اچھا تو سنو!" دفعتاً نجیب نے بے حد نرم لہجے میں کہا! "وہ کمرہ نمبر سات میں ہو گی جا کر اسے بلا لاؤ۔"

"اوہ وہ تو میں بھول ہی گیا تم نے کچھ دیر پہلے مجھے گدھا کہا تھا!"

نجیب جواب میں کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے باہر سے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا۔

تہمینہ اندر داخل ہوئی اور دروازے کے قریب ہی ٹھٹھک گئی!

"کیوں کہا تھا گدھا!" عمران نے کہہ کر ایک بھرپور ہاتھ نجیب کے جبڑے پر رسید کر دیا۔

حملہ غیر متوقع تھا۔۔ نجیب لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کے بعد تو وہ پاگل ہو گیا تھا وحشیانہ انداز میں عمران پر ٹوٹ پڑا لیکن اس تھوڑی سی جگہ میں بھی عمران اپنے پھرتیلے پن کا مظاہرہ کر کے اسے تھکا رہا تھا۔

تہمینہ دیوار سے لگی کھڑی بری طرح ہانپ رہی تھی۔

تہمینہ کی اچانک آمد ہی نے عمران کو یہ قدم اٹھانے پر مجبور کیا ہوگا ورنہ شاید وہ اس حد تک نہ جاتا اس وقت اگر ذرا سی بھی چوک ہو جاتی تو خود اس کا پول کھل جانے میں کیا باقی رہتا۔ وہ نجیب کے حملوں سے بچ بچ کر اسے تھکا رہا تھا اچانک اس نے تہمینہ سے کہا "کھڑی کیا دیکھ رہی ہو۔ باہر جاؤ۔۔ نیچے میرا انتظار کرنا۔!"

تہمینہ مشینی انداز میں باہر نکل گئی اس میں اس کے ارادے کا دخل نہیں معلوم ہوتا تھا۔

"اب سنبھل جاؤ بدمعاش۔ !" عمران نے نجیب کو للکارا! "ورنہ پچھتاؤ گے۔!"

"میں تجھے زندہ نہیں چھوڑوں گا!" نجیب نے اس پر چھلانگ لگائی ہی تھی کہ عمران نے بائیں جانب ہٹ کر ایک جچا تلا ہاتھ اس کی کنپٹی پر رسید کر دیا!

اس بار نجیب گرا تو پھر نہ اٹھ سکا! اس ضرب کا مقصد ہی بیہوش کر دینا تھا!

* * *

تہمینہ ڈائننگ ہال میں نہ ملی لہٰذا عمران نے صفدر کے کمرے کا رخ کیا۔ ۔اس کا اندازہ تھا کہ کمرہ نمبر سات ہی میں اس کا قیام ہوگا!

نجیب کے اپنے خیال کے مطابق اگر وہ اپنے کمرے میں نہیں تھی تو پھر اسی شناسا کے پاس گئی ہوگی جس کی وجہ سے اس مصیبت میں پڑی تھی۔

اندازہ درست نکلا وہ کمرہ صفدر ہی کا تھا اور تہمینہ وہاں موجود تھی۔

عمران کو دیکھ کر اس کا منہ حیرت سے کھل گیا اور پھر جلدی سے بولی "یہی تھا "

"تھا نہیں بلکہ ہے...!"

"آپ. یعنی کہ !" صفدر ہکلا کر رہ گیا۔

"لڑکی خطرے میں ہے !تم اسے یہاں سے لے جاؤ طماستان کے کمرہ نمبر گیارہ کی کنجی طلب کر لینا یہ لو رسید !" عمران نے کہا اور پرس سے ایک رسید نکال کر صفدر کے حوالے کی۔!

"یہ سب کیا ہو رہا ہے.....!" تہمینہ روہانسی آواز میں بولی۔

"جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر اس پر عمل نہیں کیا تو زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گی۔!" عمران نے کہا اور صفدر سے بولا۔!" یہ کمرہ بدستور تمہارے نام پر انگیج رہے گا ہاں وہ دونوں کہاں ہیں۔!"

"الگ . الگ جگہوں پر. ان سے کسی وقت بھی رابطہ قائم کیا جا سکتا ہے۔!"

"ٹھیک ہے دس منٹ کے اندر اندر یہاں سے روانہ ہو جاؤ !" عمران نے کہا اور صفدر کے کمرے سے نکل آیا۔

اب وہ پھر تہمینہ کے کمرے کی طرف جا رہا تھا . دروازہ کھول کر دیکھا

نجیب خان اب بھی فرش پر چت پڑا تھا ..!دروازہ بند کر کے عمران باہر آگیا اور لاؤنج میں ایک ایسی کرسی اپنے لئے منتخب کی جس پر بیٹھ کر تہمینہ کے کمرے کے دروازے پر نظر رکھ سکے!

ریڈی میڈ میک اپ جیب سے چہرے پر منتقل ہو چکا تھا وہی پھولی ہوئی ناک اور گھنی مونچھیں دوبارہ چہرے کی کرختگی بن گئیں۔!

ٹھیک دس منٹ بعد اٹھ کر وہ کمرہ نمبر سات کی طرف گیا تھا اور یہ معلوم ہو جانے پر کہ صفدر لڑکی سمیت وہاں سے جا چکا ہے وہ بھی گیلری سے نکل آیا۔

* * *

جاوید کی آنکھ صبح دیر سے کھلی قریباً دو بجے شب تک وہ عمران کا منتظر رہا تھا اس کے بعد اس کے متعلق چوکیدار کو ہدایات دے کر اپنے سونے کے کمرے کی راہ لی تھی۔!

اٹھتے ہی سب سے پہلے اسی کے بارے میں پوچھ گچھ کی اور یہ معلوم کر کے مطمئن ہو گیا کہ وہ تین بجے واپس آیا تھا اور اب تک اپنے کمرے سے برآمد نہیں ہوا جاوید نے ضروریات سے فارغ ہو کر عمران کے کمرے کے دروازے پر دستک دی!

"آ جاؤ !" اندر سے آواز آئی . ہینڈل گھما کر اس نے دروازہ کھولا سامنے ہی عمران فرش پر سر کے بل کھڑا تھا۔

"آپ آدمی بھی ہیں یا ...!" وہ جملہ پورا کئے بغیر خاموش ہو گیا۔

"آدمی ہی نہیں بلکہ بے ضرر آدمی...!"

"کیا مطلب. !"

"اس لئے کہ میں تمہارے جبڑے پر مکا نہیں رسید کر سکتا بیٹھ جاؤ میں عبادت سے فارغ ہو کر تمہاری خیریت دریافت کروں گا۔"

جاوید بائیں جانب والی کرسی پر بیٹھ کر اسے بغور دیکھتا رہا۔

دو تین منٹ بعد عمران سیدھا کھڑا ہوتا ہوا بولا۔ "نجیب خان کے آدمی میری تلاش میں ہیں۔!"

"آپ نے بہت برا کیا .؟ اب میں خود ہی داور بیگ سے استدعا کروں گا کہ وہ آپ کو اپنا مہمان بنا لے. ..!"

ٹھیک اسی وقت کسی نے باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا جاوید ہی دیکھنے کے لئے اٹھا تھا اس نے دروازہ کھولا.....! شیخ صاحب سامنے کھڑے نظر آئے۔

"تم یہاں ہو.....؟"

"جی. ہاں. !"

"دیکھا تم نے آخر وہی ہوا غنڈوں کا انجام بُرا ہی ہوتا ہے" شیخ صاحب نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا!

"جی میں نہیں سمجھا....؟"

"گل کدہ میں نجیب خان کی لاش پائی گئی ہے۔!"

"جی !" جاوید اچھل پڑا اور تیزی سے عمران کی طرف مڑا لیکن اس کے چہرے پر حماقت مآبی کے علاوہ اور کوئی تاثر نہ دکھائی دیا۔

"جس لڑکی کو وہ زبردستی ہوٹل سے لے گیا تھا اسی کے کمرے میں مردہ پایا گیا ہے لڑکی غائب ہے !" شیخ صاحب بولے ۔ اور چند لمحے خاموش رہ کر جاوید سے کہا۔ "ذرا میرے پاس ہو جانا !" اور پھر وہ کمرے سے چلے گئے جاوید ایک ٹک عمران کو دیکھے جا رہا تھا۔

"مجھے اس طرح نہ دیکھو ! پیارے ! اسے اس شخص نے مارا ہو گا جس کے متعلق وہ لڑکی سے معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا ! بہرحال کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے کسی سے بھی اس کا تذکرہ کیا تو خود بھی پھنسو گے۔!"

"میں کسی سے کچھ نہ کہوں گا لیکن آپ براہ کرم یہاں سے چلے جائیے۔!"

"اگر میں چلا گیا تو شیخ صاحب کو بہت دکھ ہو گا۔!"

"آپ اس کی فکر نہ کیجئے میں انہیں سمجھا دوں گا۔!"

"تمہاری مرضی لیکن ایک بات ہے جب تک شیخ صاحب خود مجھ سے یہ نہیں کہیں گے کہ چلے جاؤ میں ہرگز نہیں جاؤں گا۔!"

"اچھی بات ہے" جاوید نے کہا اور کمرے سے نکل آیا شیخ صاحب کے پاس پہنچا تو انہوں نے نجیب خان کی باتیں چھیڑ دیں اس کی پچھلی بدمعاشیوں کا تذکرہ کرتے رہے پھر بولے۔

"آج تم لوگ شکار کے لئے نہ جاؤ تو بہتر ہے۔!"

"جی ہاں میں بھی سوچ رہا تھا ! شکار کے لئے جائیں گے تو یہ حضرت ضرور ساتھ ہوں گے کچھ تعجب نہیں کہ آج داور بیگ سے جھڑپ ہی ہو جائے! میں نے خواہ مخواہ ایک مصیبت مول لے لی ہے۔!"

"کیسی مصیبت !"

"یہی مرض !" جاوید نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا "میں تو سوچ رہا ہوں آج ان صاحب کو رخصت ہی کر دوں۔!"

"نہیں یہ ناممکن ہے !"

"کیوں ؟ پہلے تو آپ نے ۔ !"

"بحث مت کرو ! وہ یہیں رہے گا خواہ سال بھر قیام کرے۔!"

جاوید نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔ پھر بولا۔ ! "اب یقین آگیا کہ وہ حیرت انگیز صلاحیتوں کا حامل ہے۔!"

"کیا مطلب ۔ !"

"عالیہ کہہ رہی تھی کہ کل شام جب اندھیرا پھیل گیا تھا، وہ پائیں باغ میں سرو وش کو اور درد کے قریب بچوں کی طرح گھٹنوں کے بل چل رہے تھے۔!"

"تم سب بیہودہ ہو !" شیخ صاحب جھلائے لہجے میں بولے۔ "میں اسے وہ پودے دکھا رہا تھا جو افریقہ سے منگوائے ہیں۔!"

جاوید خاموشی سے چلا آیا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے دوسرے کمرے میں پروین سے ملاقات ہوئی۔

"اب تو آنٹی بھی اس کا کلمہ پڑھنے لگی ہیں۔!" پروین نے عمران کے متعلق اسے اطلاع دی۔

"یہ حادثہ کیونکر ہوا !" جاوید نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"پتہ نہیں ! اس وقت دونوں بہت گھل مل کر باتیں کر رہے ہیں۔ آنٹی بات بات پر قہقہے لگا رہی ہیں ویسے ہے بہت دلچسپ آدمی "

"مداری کہہ سکتی ہو !"

"کیوں کیا بات ہے !" وہ چونک کر جاوید کو گھورنے لگی جس کے لہجے کی خنکی واضح طور پر محسوس کی جا سکتی تھی۔

"کچھ نہیں کچھ بھی تو نہیں !"

"کیا شکار پر نہیں چلنا خاصی دیر ہو گئی !"

"آج ہم شکار پر نہیں جائیں گے انکل نے کسی وجہ سے منع کر دیا ہے۔!"

"دن بھر بوریت رہے گی۔!"

"کچھ بھی ہو ان کے آگے کسی کی نہیں چلتی !"

"آپ تو پھر وہیں بیٹھیں.. !"

"چلیے !" جاوید نے بے بسی سے کہا۔

وہ سخت الجھن میں تھا۔ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ شیخ صاحب کو پچھلی رات کے واقعات سے کس طرح آگاہ کرے۔

پروین اسے اس کمرے میں لائی جہاں اس نے ان دونوں کو چھوڑا تھا۔!

یہاں صرف بچی موجود تھیں.... !

"وہ کہاں گیا....؟" پروین نے پوچھا۔

"بڑا عجیب آدمی ہے ۔ باتیں کرتے کرتے اٹھتا ہوا بولا۔ اس اپنی چیز کھانا چاہتا ہوں۔ خواتین کے سامنے کھاتے ہوئے شرم آتی ہے اور بس چلا گیا !"

جاوید کے ہونٹوں پر تلخ سی مسکراہٹ تھی اس نے پوچھا "وہ آپ سے کیا باتیں کر رہا تھا۔!"

"یہی کہ مرغیاں پالنا اس کی ہابی ہے اور اس نے مرغیوں کی ایک بالکل نئی نسل ایجاد کی ہے جن کے انڈے نیلے رنگ کے ہوتے ہیں۔؟"

بعد میں پروین نے جاوید کو بتایا کہ مرغیاں بچی کی کمزوری ہیں مرغیوں سے محبت کرنے والوں کو وہ اچھی نظر سے دیکھتی ہیں۔!

"یہی تو اس کا کمال ہے... دو چار باتوں میں پتہ لگا لیتا ہے کہ مخاطب کس طرح قابو میں آسکے گا۔!" جاوید بولا۔ "آپ بھی دیکھو کہ انکل جیسے ہوشیار آدمی اس کی پچے دار باتوں میں آگئے۔"

"میرا خیال ہے کہ آپ اس سے کچھ بددل ہو گئے ہیں !" پروین اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔

جاوید بات اڑا کر دوسری طرف چلا گیا۔ عمران گھر پر موجود نہیں تھا۔

◆

پچھلی رات گل کدہ سے نکل کر عمران طاہ ماستان گیا تھا اور وہ اس وقت ریڈی میڈ میک اپ میں تھا۔

صفدر سے کمرہ نمبر گیارہ میں ملاقات ہوئی تھی اس طرح کہ لڑکی اسے میک اپ میں نہیں دیکھ پائی تھی۔ عمران نے اسے مشورہ دیا تھا کہ فی الحال وہ خود بھی میک اپ میں رہے اور لڑکی کی شکل میں بھی کسی قدر تبدیلی کرے۔

آج صبح صفدر نے اس کے سنہرے بالوں میں سیاہ خضاب ہی لگوا دیا تھا وہ اپنی حالت پر رو پڑی....!

"مجبوری ہے حالات کے پیش نظر یہ ضروری تھا.. !" صفدر نے اسے دلاسا دیا۔

"نجیب خان آپ کا دشمن کیوں ہو گیا ہے....؟"

"میں اور میرے ساتھی یہاں شکار کی غرض سے آئے تھے اس سے جھڑپ ہو گئی " ہمیں اسمگلر کہتا ہے؟"

" " بھی آپ کا ساتھی ہی ہے .. جس نے پچھلی رات ہمیں یہاں بھیجا تھا!"

"ہاں آں... ساتھی ہی ہے"

"اس نے نجیب کو زچ کر دیا تھا!"

ٹھیک اسی وقت کسی نے دروازے پر دستک دی۔ !صفدر نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا سامنے عمران کھڑا تھا !اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا اور تہمینہ کی طرف دیکھ کر بولا۔

"ویری گڈ... اب تمہیں کوئی بھی نہیں پہچان سکتا !میں ذرا دیر کے لئے صفدر کو اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں.... تم بلا ضرورت باہر نہ نکلنا....!"

پھر وہ دونوں ڈائننگ ہال میں آ بیٹھے تھے۔ کمرے سے نکلتے ہی عمران نے دوبارہ مصنوعی ناک اور مونچھیں لگا لی تھیں۔

"گل کدہ کے کمرہ نمبر سات سے نجیب کی لاش برآمد ہوئی ہے!" اس نے صفدر کو اطلاع دی۔

"کیا مطلب !"

"میں نے اسے بے ہوشی کی حالت میں چھوڑا تھا۔ بہر حال اب پولیس کو تہمینہ کی تلاش ہے۔!"

"یہ تو بہت برا ہوا "

"پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے متعلق معلومات بہم پہنچاؤ۔!"

"نہیں.... شیخ صاحب ہی نے اس طرف توجہ دلائی ہے۔"

"میں نہیں سمجھا!"

"انہیں اپنے شاگرد پیشے کے قریب ایک ڈبیہ پڑی ملی تھی جس میں آٹھ ملی میٹر کی ایک فلم تھی اور اس فلم پر بعض اہم دستاویزوں اور فوجی نوعیت کے نقشوں کے عکس تھے ! شیخ صاحب نے وہ فلم آئی ایس آئی کو بھجوادی تھی وہاں سے تمہارے چیف ایکس ٹو تک پہنچی۔!"

"ہمارے محکمے کو آئی ایس آئی سے کیا سروکار....!"

"میں نہیں جانتا اس قسم کے سوالات اپنے چیف سے کیا کرو ! بہر حال میں نے کوشش کی تھی کہ ایک اجنبی کی حیثیت سے شیخ صاحب کا مہمان بن کر حالات کا جائزہ لوں لیکن اوور سمارٹ دلاور بیگ کے بیچ میں کود پڑنے کی بنا پر ایسا نہ ہو سکا۔ ! مجھے شیخ صاحب پر ظاہر کرنا پڑا کہ میں کس لیے آیا ہوں ورنہ وہ میرے میزبان بننے پر ہرگز تیار نہ ہوتے۔!"

"دلاور بیگ کا کیا قصہ ہے !"

"ان لوگوں کی آپس کی خاندانی رنجش عرصے سے چلی آرہی ہے!"

"سوال تو یہ ہے کہ اس فلم کی وجہ سے آپ نے ان جنگلات میں کیسے چھلانگ لگائی کیا آپ کو پہلے سے علم تھا کہ وہاں کچھ ہو رہا ہے؟"

"اسمگلنگ تو ہوتی ہی رہی ہے! لیکن بسا اوقات ان اسمگلرز کو بھی یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ان کے درمیان کوئی جاسوس بھی موجود ہے ابھی کچھ ہی دن ہوئے ایک اسمگلنگ پوائنٹ پر ایسا واقعہ پیش آچکا ہے اصل اسمگلر اس سے بے خبر تھا کہ اس کا ایک آدمی سرحد پار سامان پہنچانے کے ساتھ ہی ساتھ جاسوسی کا مرتکب بھی ہو رہا ہے ! دراصل ایک بار وہ سرحد پار پکڑ لیا گیا تھا جس انسپکٹر نے پکڑا تھا اس نے کہا کہ وہ اسے گولی بھی مار سکتا ہے لیکن وہاں کے ایک مقامی اسمگلر نے اسے رہائی دلائی۔ اور اسے سمجھا دیا کہ وہ اپنے مالک سے اس کا تذکرہ نہ کرے ورنہ ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا ! ادھر انسپکٹر نے اس پر اپنا احسان جتاتے ہوئے کہا کہ وہ اس کا ایک خط لیتا جائے اور اس کے کسی دوست کو پہنچا دے احسان مندی کے جذبات کے ساتھ اس نے یہ کام کر دیا تھا ۔ لیکن جب دوسری بار اسمگلنگ کا مال لے کر روانہ ہوا تو اس دوست کا جوابی خط بھی اس کے پاس موجود تھا جو انسپکٹر تک پہنچانا تھا اس طرح آہستہ آہستہ

"آخر چکر کیا ہے !"

"اسمگلنگ کی آڑ میں جاسوسی ! ہمارے فوجی راز سرحد پار پہنچ رہے ہیں۔"

"اوہو تو اسی لیے نجیب جنگل میں اجنبیوں کو دیکھ کر بھڑکتا تھا!"

"میرا خیال ہے کہ وہی سرغنہ ہے... لیکن اس کی موت....؟"

"رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کیجیے !" صفدر مسکرا کر بولا۔ "ہو سکتا ہے وہ آپ ہی کے ہاتھوں مرا ہو!"

"ایسی کوئی ضرب نہیں لگائی تھی میں نے....؟"

"خیر پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے معلوم ہو جائے گا ! جوزف کو جس بندر کی تلاش تھی اس کا کیا قصہ ہے!"

"قصہ اس کا یہ ہے کہ میں تنویر کو اس کے ہاتھوں پٹوانا نہیں چاہتا تھا۔ اور دوسرا مقصد یہ تھا کہ وہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہو جائیں جن کی مجھے تلاش تھی!"

"تنویر کیوں پٹتا....؟"

"ہر وقت مجھ پر تاؤ کھاتا رہتا تھا اور بکواس کرتا تھا ! جوزف کو اگر اس طرح الگ تھلگ نہ رکھتا تو تم بھی بہلاوے کے چکر میں پڑے رہ جاتے!"

"سوال یہ ہے کہ اب ہمیں کیا کرنا ہے ! اب تو کوئی راہ متعین ہونی ہی چاہیے!"

"سنو! تم تینوں کا مصرف اس سلسلے میں صرف اتنا ہی تھا کہ کچھ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہو جائیں اور میں ان کے وجود سے آگاہ ہو سکوں....؟"

"لیکن مچھلیوں کا کیا قصہ تھا....؟"

"شعبدہ بازی ! کئی مچھلیاں ایک جال میں پہلے ہی سے تہہ نشین کر دی گئی تھیں لیکن پھر بھی تم اندازہ نہیں لگا سکو گے کہ انہیں جال سے نکال کر کنارے تک پہنچانا کتنا مشکل کام تھا ! یہ دیکھو انگلیاں زخمی ہو گئی ہیں گھمروں میں ہاتھ ڈالنے پڑتے تھے!"

"اس کی ضرورت کیوں پیش آئی تھی....؟"

"شیخ صاحب کے خاندان سے متعارف ہونا تھا !"

"تو.... تو کیا وہ لوگ بھی اس میں ملوث ہیں....؟"

وہ ملک دشمنی میں مبتلا ہو گیا اس کے دوسرے ساتھیوں کو علم تک نہ ہو سکا کہ وہ افغون کے ساتھ ہی ساتھ اہم معلومات بھی دوسرے ملک میں پہنچا رہا ہے بہر حال یہاں اس پوائنٹ پر بھی اس کا امکان موجود ہے اچھی بات ہے اب میں چلا لیکن نہیں لڑکی کا کیا قصہ ہے۔!"

صفدر نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "وہی پرانی کہانی کسی سے محبت ہوئی تھی۔ شادی کا امکان نہیں تھا۔ لہٰذا دونوں بھاگ کھڑے ہوئے عاشق صاحب اس کے باوجود بھی شادی ٹالتے رہے اور محبت چاٹتے رہے۔ ! جب معدہ خالی ہو گیا تو ایک دن پھر سے اڑ گئے وہ بچاری گئی۔!"

"میرا مشورہ ہے کہ اب تم اس مصیبت پھر سے اڑ جاؤ !" عمران نے سنجیدگی سے کہا!

"کیا مطلب !"

"لڑکی کو یہاں سے لے جاؤ ! جوزف اور تنویر بھی تمہارے ساتھ ہی جائیں گے تم لوگ اپنا کام کر چکے۔!"

"تو آپ تنہا..؟"

"چوہان، صدیقی اور نعمانی بھی یہیں موجود ہیں! میں نے اب اسکیم بدل دی ہے ! نجیب کی لاش کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ سے متعلق معلومات کے لئے دوسرے ذرائع اختیار کروں گا۔!"

"جب ہم نہ ہوں گے تو وہ لوگ کس طرح سامنے آئیں گے ظاہر ہے کہ ہماری تلاش کے ہی سلسلے میں وہ بے نقاب ہو سکیں گے۔؟"

"سنو! نجیب میری ضربات سے نہیں مرا لیکن مارا گیا ہے۔ میری ہی وجہ سے۔ لہٰذا جس نے بھی مارا ہے اسے میری ہی تلاش ہو گی۔؟"

"ہوں۔ ہاں !" صفدر نے پُر تفکر انداز میں سر کو جنبش دی اچانک عمران کی گھنی مونچھوں کے پیچھے سے سیٹی کی ہلکی سی آواز نکلی۔

"خیریت۔ !" صفدر نے اسے اپنی طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ تو بائیں جانب دیکھے جا رہا تھا۔

"انہوں نے مجھے تلاش کر لیا۔ !" عمران نے صفدر کی طرف مڑ کر ٹھنڈی سانس لی۔

"کس کی بات کر رہے ہیں !"

"بائیں جانب دیکھو نجیب کے باڈی گارڈ کو تو تم پہچانتے ہی ہو۔ دوسرا [illegible] ہے۔!"

"تو پھر ؟"

"نجیب کے سلسلے میں صرف بھدی ناک اور گھنی مونچھوں والے پر ان کی نظر ہے !" عمران طویل سانس لے کر بولا۔ "لیکن اب تم دونوں میک اپ میں بھی محفوظ نہ رہ سکو گے میں اب اٹھ رہا ہوں۔ اگر یہ دونوں میرے پیچھے جائیں تو تم جلد از جلد یہاں سے نکلنے کی کوشش کرنا۔!"

"اور اگر ایک میری نگرانی کے لئے رک جائے تو۔!" صفدر نے پوچھا۔

"تو پھر تم ایک شیشی میں دودھ بھرنا اور اس پر نپل چڑھا کر یہیں بیٹھے شغل فرماتے رہنا... ! میں تو چلا ...؟"

"ایک منٹ۔ ..! میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ اسے ڈاج دے کر نکلنے کی کوشش کروں یا....؟"

"جو صاحب کہتا ٹاٹا !" عمران نے کہا اور اٹھ کر صدر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

صدر دروازے کے قریب پہنچ کر رکا اور پھر تیزی سے صفدر کی میز کی طرف پلٹ آیا اور اب اس سے اس طرح لگا کھڑا تھا جیسے کوٹ کی جیب میں پڑے ہوئے ریوالور کی نال اس کے شانے سے لگا دی ہو۔!

"اٹھو !" وہ آہستہ سے بولا! "اور میرے ساتھ چلو ورنہ یہیں گولی مار دوں گا۔ اپنی آنکھوں میں خوف زدگی کے آثار پیدا کرو فوراً اور کسی خوف زدہ آدمی ہی کے سے انداز میں میرے ساتھ باہر نکل چلو....؟"

صفدر اس کے پلٹتے ہی متحیر نظر آنے لگا تھا ! اس نے بڑی کامیابی سے کسی خوف زدہ آدمی کا رول ادا کیا۔ وہ اسی طرح باہر آئے۔ عمران اس سے لگا ہوا چل رہا تھا۔

"مگر.... لڑکی....؟" صفدر آہستہ سے ہکلایا۔

"دنیا بھری پڑی ہے دوسری مل جائے گی !" عمران نے لاپروائی سے کہا پھر کسی قدر توقف کے ساتھ پوچھا

"جیپ کے نمبر بدل دیئے ہیں یا نہیں۔؟"

"بدل دیے ہیں۔!"

"بس تو ٹھیک ہے ۔ جیپ ہی کی طرف چلو۔"

وہ جیپ میں اس طرح بیٹھے کہ صفدر نے اسٹیئرنگ سنبھالا اور عمران بالکل ایسے ہی انداز میں بیٹھا رہا جیسے اس کے بائیں پہلو پر ریوالور کا دباؤ ڈال رہا ہو۔!

جیپ کمپاؤنڈ سے باہر نکلی اور عمران نے عقب نما آئینے کا زاویہ بدلتے ہوئے طویل سانس لی۔ ایک اور گاڑی کمپاؤنڈ کے پھاٹک سے نکل رہی تھی! عمران نے دلاور بیگ اور نجیب کے باڈی گارڈ کو اسی گاڑی میں بیٹھتے دیکھا تھا۔!

عمران نے صفدر سے کہا "اگلے چوراہے پر بائیں جانب موڑ لینا۔!"

صفدر نے تعمیل کی سڑک سنسان تھی ۔ عمران کے کہنے پر وہ جیپ کی رفتار بتدریج بڑھاتا رہا۔!

"جب میں کہوں تو رفتار کم کر کے مڑنے کے لئے تیار ہو جانا۔" اس نے صفدر سے کہا۔

"کیا مطلب۔!"

"تمہیں مار کر پیچھے بیٹھوں گا اور ان سے نکل جاؤں گا۔!"

"سنجیدگی اختیار کیجئے۔!"

"آگے سڑک کے کنارے ایک بڑا سا گڑھا ہے جس میں پانی بھرا ہوا ہے ۔ فائر کر کے تمہیں دھکا دوں گا ۔ اسٹیئرنگ چھوڑ کر گڑھے میں جا پڑنا ۔!"

"مغفرت کی دعا بھی میں خود ہی کر لوں ؟" صفدر نے بے بسی سے سوال کیا۔

"چالیسواں میرے ذمے ۔ تم بالکل فکر نہ کرو۔!"

"کیا واقعی آپ سنجیدہ ہیں۔۔!"

"حادثے کے بعد رنجیدہ بھی ہونا پڑے گا ۔!" عمران نے مغموم لہجے میں کہا۔

یہی ہوا جیسے ہی گاڑی گڑھے کے قریب پہنچی ایک فائر ہوا اور صفدر نے جیپ سے اس طرح چھلانگ لگائی جیسے سچ مچ مار کر پھینکا گیا ہو۔!

عمران نے بھی خاصی مہارت کا ثبوت دیا تھا ورنہ صفدر کے بعد ہی جیپ بھی گڑھے میں جا پڑتی ۔ اس نے پھرتی سے اسٹیئرنگ سنبھالا اور جیپ کی رفتار پہلے سے بھی زیادہ تیز ہو گئی۔

پچھلی گاڑی سے اس پر دو فائر ہوئے تھے اور عمران نے اطمینان کا سانس لیا ۔ صفدر کی خبر لینے کے لئے پچھلی گاڑی رکی نہیں تھی۔

جیپ کی رفتار بڑھتی رہی! عمران اسے جھیل کی طرف اڑائے لئے جا رہا تھا ۔! ادھر کا سارا علاقہ اس کا دیکھا بھالا تھا اور وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ تعاقب کرنے والوں سے کہاں پیچھا چھڑایا جا سکے گا۔!

سوچی ہوئی جگہ پر پہنچتے ہی اس نے پورے بریک لگائے جیپ ترچھی ہوئی اور اس کے پچھلے پہیے سڑک کے نیچے اتر گئے۔ اسی پوزیشن میں عمران نے اسے ریورس گیئر میں ڈال دیا۔!

جیپ نے سڑک سے اتر کر بائیں جانب نیم دائرہ بنایا اور پیچھے ہی تعاقب کرنے والی گاڑی کے بریک چرچرائے عمران نے اس کے اگلے پہیے پر فائر کر دیا ۔ ٹائر دھماکے کے ساتھ پھٹا! اس کے بعد اس نے تعاقب کرنے والوں کو اتنا موقع نہیں دیا کہ وہ اس پر فائر کر سکتے۔!

جیپ ان کی گاڑی کے قریب سے نکل چلی گئی ۔! پھر انہوں نے فائر تو کئے تھے اس وقت جب عمران کی گاڑی رینج سے نکل چکی تھی۔!

◆

جاوید اور پروین دن بھر اس کی واپسی کے منتظر رہے ۔ لیکن دونوں کے جذبات میں فرق تھا! پروین محض دلچسپی کی بنا پر تھی اور جاوید سوچ رہا تھا کہ دیکھئے اب کیا گل کھلتا ہے۔!

شام تک نجیب کی پوسٹ مارٹم کی رپورٹ کا لب لباب بستی کے بچے بچے کی زبان پر تھا جس کے مطابق نجیب پہلے تو کنپٹی پر ضرب لگنے کی وجہ سے بے ہوش ہوا تھا اور پھر اس کے بعد اس کا گلا گھونٹ دیا گیا تھا ۔!

جاوید نے اس کی اطلاع شیخ صاحب تک پہنچائی اور سوچ میں پڑ گیا کہ اب اسے کیا کہنا چاہئے۔

ادھر شیخ صاحب نے یہ بات روا روی میں سنی اور اس پر کوئی تبصرہ کئے بغیر پھر اس کتاب پر نظر جما دی تھی، جو پہلے ہی سے ان کے ہاتھوں میں تھی۔

ان کا یہ رویہ جاوید کے لئے اور زیادہ الجھن کا باعث بن گیا ۔ اور اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں عمران کی وہ کہانی شروع کر دی جس کا مرکزی کردار تہمینہ تھی۔

شیخ صاحب اٹھ بیٹھے اور کتاب تکیے پر رکھ دی ۔! وہ جاوید کو عجیب نظروں سے گھورے

جا رہے تھے۔

جب جاوید اس فقرے پر پہنچا کہ عمران نے اس واقعہ کا ذکر کسی اور سے کرنے کی ممانعت کر دی تھی تو شیخ صاحب بھڑک اٹھے!

"اور تم اس کا ذکر مجھ سے کر رہے ہو....؟"

"ہم.... میں مطلب یہ ہے کہ....؟" جاوید ہکلایا

"کچھ نہیں.... اچھا.... کسی سے بھی اس کا ذکر نہ کرنا....؟"

"یعنی آپ اس لڑکی کو یہاں برداشت کر لیں گے...!"

"بکواس بند کرو..!! اپنے کام سے کام رکھو اگر وہ واپس آئے تو اس سے اس مسئلے پر قطعاً کوئی گفتگو نہ کرنا!"

"بہت بہتر!" جاوید نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور شیخ صاحب کے بیڈ روم سے باہر آ گیا۔

رات کے آٹھ بج چکے تھے جاوید بیرونی برآمدے میں آ کھڑا ہوا اب وہ کسی سے گفتگو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کاش اس نے عمران کو دوبارہ بیگ کے حوالے کر ہی دیا ہوتا خواہ مخواہ ایک نئی کشمکش کی بنیاد پڑ گئی۔

اچانک اسے تہمینہ یاد آئی اس لڑکی کا کیا ہو گا لاش اسی کے کمرے سے برآمد ہوئی تھی لیکن لڑکی پولیس کے ہاتھ نہیں لگی تھی عمران کو اس کا بھی علم ہو گا۔ ہو سکتا ہے اس نے اسے کہیں چھپا دیا ہو!

جاوید نے جرم و سزا سے متعلق بے شمار کتابیں پڑھی تھیں قاتل پولیس کی نظروں سے بچ ہی نہیں سکتا نہ صرف قاتل بلکہ اس سلسلے میں جتنے لوگ بھی کسی نہ کسی طرح ملوث ہوتے ہیں یقینی طور پر پولیس کی گرفت میں آ جاتے ہیں تو پھر اس کا کیا حشر ہو گا۔

دل کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں اور وہ اندر جانے کے لئے مڑنے ہی والا تھا کہ کپاؤنڈ کا پھاٹک کھلنے کی آواز آئی... کوئی اندر داخل ہوا اور لنگڑاتا ہوا عمارت کی طرف بڑھنے لگا روشنی میں آیا تو جاوید کا خون کھولنے لگا۔

وہی خطرناک آدمی۔ جو بظاہر احمق نظر آتا تھا قریب پہنچ کر اس نے جاوید سے کہا "کھڑے کیا دیکھ رہے ہو! مجھے سہارا دے کر اندر لے چلو۔ میرے پیر میں چوٹ آ گئی ہے۔"

جاوید کچھ نہ بولا.. اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کی لیکن شائد پروین اس کی آواز سن کر باہر نکل آئی تھی۔

"کیا ہوا آپ لنگڑا کیوں رہے ہیں...!" اس نے عمران سے پوچھا۔

"ایک ٹرک مجھ سے ٹکرا کر الٹ گیا! پلیز" عمران جاوید کی طرف ہاتھ بڑھا کر کراہا۔

طوعاً کرہاً جاوید نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے اونچی کرسی والے برآمدے تک پہنچنے میں مدد دی!

"کیا زیادہ چوٹ آئی ہے..!" پروین نے پر تشویش لہجے میں پوچھا!

"فکر ہو گئی ہے تو لنگڑانا بھی چاہئے ورنہ پڑوسی کیا کہیں گے!"

"آپ خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کر رہی ہیں..!" جاوید نے جھنجھلا کر کہا اور پروین اسے حیرت سے دیکھنے لگی۔

دفعتاً جاوید نے عمران کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کہا "آپ کمرے میں چلئے!"

شائد پروین کو جاوید کا یہ رویہ بے حد گراں گزرا تھا وہ بھی چپ چاپ صدر دروازے کی طرف مڑ گئی تھی۔ جاوید عمران کو اس کے کمرے میں لایا اور بہت نرم لہجے میں کہنے لگا "نجیب کے پوسٹ مارٹم کی رپورٹ آؤٹ ہو گئی ہے۔"

"الحمد اللہ! بہت جلدی آؤٹ ہو گئی ہماری طرف تو دس دس دن بعد پوسٹ مارٹم ہوتا ہے۔"

"میں گزارش کر رہا ہوں کہ سنجیدگی سے سنئے۔"

"بھائی میں رو کب رہا ہوں اس سے زیادہ سنجیدگی میں بجلی ہی نہیں ملتی اور دوسرے دو دادھو جانا شروع کر دیتے ہیں۔"

"وہ کنپٹی کی ضرب سے پہلے بیہوش ہوا تھا اور پھر اس کا گلا گھونٹ دیا گیا۔"

"اللہ کی مرضی!"

"پولیس.... ہم تک ضرور پہنچے گی....؟"

"یقین کرو جاوید دوست اگر مجھے اس کی ذرہ برابر بھی پرواہ ہوتی تو یہاں واپس نہ آتا!"

"آپ ہم لوگوں کو بھی دشواری میں ڈالیں گے۔"

"دشواری میں پڑنا ہوتا تو اب تک پڑ چکے ہوتے۔! انہیں نجیب کے ساتھ کسی نے بھی

نہیں دیکھ تماشا ویسے اگر تم مجھ سے پیچھا چھڑانا ہی چاہتے ہو تو میرا سامان اپنی جیب میں رکھو مجھے بھی بٹھاؤ اور داؤد بیگ کے گھر پہنچا دو۔"

"کیا مطلب...؟"

"میں وہیں چین سے رہ سکوں گا... ورنہ تم مجھے اٹھتے بیٹھتے بور کرتے رہو گے۔"

"میں چچا جان سے پوچھ لوں!" جاوید نے کہا اور عمران کے کمرے سے نکل کر شیخ صاحب کی خواب گاہ کی طرف چل پڑا۔

اس نے، انہیں عمران کی واپسی کی اطلاع دے کر اپنی اور اس کی گفتگو کے بارے میں بتایا۔

"اوہ... تو وہ خود جانا چاہتا ہے...؟" شیخ صاحب نے پوچھا۔

"جی ہاں!"

"تو جاکر بھیج آؤ۔"

جاوید نے طویل سانس لی۔

"اچھی بات ہے اس قصے کو ختم کرکے سکھ کی نیند سو سکوں گا" جاوید نے کہا اور وہاں سے چل پڑا۔

جب عمران کو شیخ صاحب کے فیصلے سے آگاہ کیا گیا تو اس نے کہا "میاں رات کا کھانا تو کھلوا دو ایسی بھی کیا بے مروتی...؟"

دوسرے مہمانوں نے بھی ابھی کھانا نہیں کھایا تھا کھانے کی میز پر جاوید نے دوسروں کو بتایا کہ خاندانی جھگڑوں کو زیادہ طول دینا مناسب نہ ہوگا اس لئے مہمان خصوصی کو داؤد بیگ کے حوالے کیا جا رہا ہے۔

"یہ زیادتی ہے؟" پروین بول پڑی۔

"ہمارے ذاتی مسائل ہیں...!" جاوید نے خشک لہجے میں کہا۔

پھر کوئی کچھ نہ بولا لیکن عمران نے مایوسانہ لہجے میں کہا "اگر داؤد بیگ صاحب گھر نہ ملے تو پھر میں کیا کروں گا۔!"

"میں آپ کو ان کے والد صاحب کے حوالے کر آؤں گا۔"

"والد صاحب کسی کا بھی ہو میرے لئے بے حد خوفناک ہوتا ہے۔ تمہارے ساتھ تو اس

لئے چلا آیا تھا کہ تمہارے خاندان کے سربراہ چچا صاحب ہیں کوئی والد صاحب نہیں۔!"

"نہیں تم جاؤ گے!" شیخ صاحب غرائے لیکن ان کی بیٹی عالیہ بولی۔ "نہیں ...یہ ناممکن ہے...!"

"کیوں....؟"

"اس میں ہماری توہین ہے....؟"

"ارے میں تو بڑی مصیبت میں پڑ گیا!" دفعتاً عمران نے اپنا سر پیٹنا شروع کر دیا۔

وہ سب حیرت سے دیکھتے رہے! کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اس سلسلے میں کیا کہنا چاہئے۔ پھر عمران ہی ہاتھ روک کر گلوگیر آواز میں بولا۔ "اس سے بہتر تو یہی تھا کہ حاتم مہمان ذبح کر کے گھوڑے کو کھلا دیتا!"

اس پر کچھ لوگوں کی دبی دبی سی ہنسی سنائی دی اور کچھ اب بھی عمران کو حیرت ہی سے دیکھے جا رہے تھے۔ عمران اٹھ گیا اور ایک ایک کا چہرہ حسرت سے دیکھتا ہوا بولا۔

"میں آپ لوگوں کو دشواری میں نہیں ڈالنا چاہتا۔!"

وہ آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھنے لگا!

"ٹھہریئے تو" پروین بولی۔

"نہیں میں اپنا سب کچھ یہیں چھوڑ کر جانا چاہتا ہوں تاکہ آپ لوگوں کو ہمیشہ یاد آتا رہے کہ آپ نے ایک مہمان کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا اور مہمان بھی کیسا جسے زبردستی مہمان بنایا گیا ہو۔!"

اور پھر اس نے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی اور دوڑتا ہوا باہر نکلتا چلا گیا!

شیخ صاحب کے علاوہ اور سب نے اس کا تعاقب کیا تھا۔

وہ پھاٹک سے نکل چکا تھا لیکن یہ لوگ پھاٹک ہی پر رک گئے تھے اس کے پیچھے باہر تک دوڑتے چلے جانا بھی تو حماقت ہی ہوتی ہے۔

دفعتاً کسی نے کہا "اچھا ہی ہوا جاوید میاں وہ لوگ اس کے خلاف بہت بھرے ہوئے ہیں۔!"

جاوید اس کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم کیا جانو...؟"

"ارے میں بھی تو ویٹر کا کام کرتا ہوں میں آپ کو بتاؤں گا کیا چکر ہے بہت اچھا ہوا بلا ٹل گئی ذرا میرے کوارٹر میں چلے آیئے گا۔"

اس کے بعد وہ آدمی سرونٹس کوارٹر کی طرف چلا گیا تھا۔

"یہ کون تھا.....؟" پروین نے جاوید کا بازو چھو کر پوچھا۔

"رحمت الٰہی سرونٹس کوارٹر میں رہتا ہے.....؟"

"کام کیا کرتا ہے.....؟"

"ہاں..... آں..... ہمارا اضافی ملازم کہلاتا ہے.....!"

"مجھے اس کا لہجہ اچھا نہیں لگا۔ کچھ عجیب سی بات تھی!"

"ہوں۔ وہ کچھ نہیں ہمارا ملازم تو ہے نہیں بات دراصل یہ ہے کہ وہ دور کا رشتے دار بھی ہوتا ہے۔ سرحد پار کی شہریت ترک کر کے یہاں آ بسا ہے رہنے کو کہیں جگہ نہ تھی تو ڈیڈی نے اسے سرونٹس کوارٹر میں بسا دیا۔!"

"میں لہجے کی بے تکلفی کی بات نہیں کر رہی!"

"تو پھر۔!"

"اس تاثر کو بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں مل رہے!"

"چھوڑیے بھی ہو گا کچھ خواہ مخواہ ذہن کو کیوں تھکایا جائے!"

اس کے بعد وہ مہمانوں کو عمارت میں پہنچا کر تنہا سرونٹس کوارٹر کی طرف چل پڑا تھا۔

رحمت الٰہی شاید اس کا منتظر ہی تھا۔ اسے دیکھ کر چارپائی سے اٹھ گیا۔ یہ مضبوط ہاتھ پیر کا لمبا تڑنگا آدمی تھا..... عمر پچاس سے زیادہ رہی ہو گی۔!

"تم کیا کہنا چاہتے ہو۔!" جاوید نے اس سے پوچھا۔

"بھانت بھانت کی باتیں ہو رہی ہیں جاوید میاں ہو سکتا ہے پولیس آپ سے بھی پوچھ گچھ کر بیٹھے۔!"

"کیا مطلب.....؟" جاوید بوکھلا گیا۔!

"کیا آپ اور آپ کا غیر ملکی مہمان بھی پچھلی رات گل کدہ میں نہیں تھے۔" جاوید سناٹے میں آ گیا! لیکن اتنی عقل تو رکھتا ہی تھا کہ کسی قسم کے اعتراف سے پہلو بچا جاتا۔!

"تم کہنا کیا چاہتے ہو!" اس نے لہجے میں کسی قدر سختی پیدا کر کے پوچھا۔

"سنا گیا ہے کہ آپ دونوں بھی اس وقت وہیں موجود تھے جب کسی نے نجیب خان کو گرا

تھا؟"

"کون کہہ رہا تھا.....؟"

"دلاور بیگ اور اس کے آدمیوں کی گفتگو سنی تھی میں نے!"

"کیا کہہ رہے تھے.....؟"

"اس حد تک سنا ہے میں نے کہ اسی غیر ملکی مہمان نے خان صاحب کو ٹانگ ماری تھی۔!"

"بکواس جھوٹ جس نے ٹانگ ماری تھی اس کی پٹائی بھی نجیب نے کر دی تھی۔!"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کچھ بھی نہیں سنا!"

"اب اور کیا سناؤ گے جلدی کرو میرے پاس وقت نہیں ہے۔!"

"جس آدمی کی خان صاحب نے پٹائی کی تھی وہ ایک ریٹائرڈ فوجی افسر ثابت ہوا جس کی بائیں ٹانگ مصنوعی ہے وہی ٹانگ خان صاحب کو گرانے میں استعمال کی جا سکتی تھی لیکن اس سے ایسے کام لئے ہی نہیں جا سکتے۔؟"

جاوید کو ریڑھ کی ہڈی میں سنسنی سی محسوس ہونے لگی اور رحمت الٰہی پھر بولا۔ "پٹنے کے بعد وہ ہسپتال پہنچ گیا تھا اس لئے اس پر شبہ بھی نہیں کیا جا سکتا کہ خان صاحب کو مار کر اس نے اپنی توہین کا بدلہ لیا ہو گا؟"

جاوید نے سوچا اگر ایسی بات ہے تو وہ یقیناً دشواری میں پڑ گیا ہے اور وہ پاگل بھی ہاتھ سے گیا اب اگر پولیس نے پوچھ گچھ کی تو اس کی نشان دہی کیسے کر سکے گا تو پھر۔ تو پھر اسے کیا کرنا چاہئے: اس سلسلے میں شیخ صاحب سے کچھ کہنا ہی فضول تھا وہ تو اسے مہمان بنائے رکھنے پر مصر تھے۔!

"آپ کیا سوچ رہے ہیں جاوید میاں؟" رحمت الٰہی نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔

"کک کچھ نہیں؟" جاوید چونک پڑا۔

"اگر کوئی جھگڑے والی بات ہو تو مجھے بتائیے آپ کے لئے خون اور پسینہ ایک کر دوں گا۔!"

"جھگڑے کی بات کیسی!"

"یہ آپ جانیں۔ شاید اب دلاور بیگ پولیس کو اس کی اطلاع دے دے!"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں.....؟"

"کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے دوں گا۔ کوئی دشواری ہو تو مجھے بتائیے۔ !"

"یہ بات کس نے بتائی ہے کہ میرے مہمان نے جھک ماری تھی !؟"

"اس کا علم داؤد بیگ کو ہوگا۔!"

"میں داؤد بیگ سے ملنا چاہتا ہوں۔!"

"اچھا ہی ہوتا کہ آپس میں صلح صفائی ہو جاتی ورنہ خواہ مخواہ خاندان کی عزت پر حرف آئے گا۔؟"

"میں چاہتا ہوں کہ گھر کے کسی فرد کو بھی علم نہ ہونے پائے کہ میں نے داؤد بیگ سے ملاقات کی تھی۔!"

"میرا ذمہ ... مرتے مر جاؤں گا لیکن یہ بات کبھی زبان پر نہ آئے گی۔ دل چاہے تو ابھی چلئے۔ .اور اس کا بھی ذمہ لیتا ہوں کہ اگر داؤد بیگ بد تمیزی سے پیش آیا تو اس کی گردن کاٹ کر ہاتھ پر رکھ دوں گا۔!"

اس کے بعد جاوید خاموشی سے رحمت الٰہی کے ساتھ نکل گیا تھا۔ داؤد بیگ سے گھر پر ملاقات نہ ہو سکی! معلوم ہوا کہ وہ جھیل والے ڈاک بنگلے میں راتیں بسر کر رہا ہے۔!

"اب کیا کیا جائے ..!" جاوید نے پوچھا۔!

"وہیں چلتے ہیں !دیر کرنا بہتر نہ ہوگا۔ !" رحمت الٰہی کا جواب تھا۔

کچھ دیر بعد جاوید کی جیپ جھیل کی طرف جا رہی تھی۔!

"مجھے بات کرنے دیجئے گا۔ !" رحمت الٰہی بولا۔

"کیا مطلب !"

"خود سے آپ کو کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔ .بات میں ہی چھیڑوں گا۔!"

"جیسی تمہاری مرضی۔ !"

داؤد بیگ جھیل والے ڈاک بنگلے ہی میں موجود تھا !اور اس انداز سے کہ طبلہ ٹھنک رہا تھا اور ایک پہاڑی لڑکی رقص کر رہی تھی۔ قہوے کی پیالیاں گردش میں تھیں۔!

رقاصہ بارہ آدمیوں سے داد تحسین وصول کر رہی تھی۔! داؤد بیگ نے جاوید کو حیرت سے دیکھا اور پھر اپنے قریب ہی چلے آنے کا اشارہ کیا !بقیہ لوگ بھی اسے گھورنے لگے تھے۔ وہ چپ چاپ داؤد بیگ کے پاس بیٹھ گیا اور رحمت الٰہی دوسرے تماش بینوں میں بیٹھ گیا۔!

یہ محفل جلد ہی ختم ہو گئی اور اس کمرے میں ان تینوں کے علاوہ اور کوئی نہ رہ گیا۔

قہوے کی تین پیالیاں ان کے آگے رکھی ہوئی تھیں۔

رحمت الٰہی نے کچھ کہنا چاہا لیکن داؤد بیگ ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "پہلے قہوہ پھر باتیں۔!"

قہوے کی پیالی ختم کر کے جاوید نے محسوس کیا جیسے سر اچانک بھاری ہو گیا ہو !وہ دونوں کچھ بول تو رہے تھے، لیکن ان کی گفتگو جاوید کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی !آہستہ آہستہ اس کا ذہن بالکل سو گیا۔!

دوبارہ آنکھ کھلی تو وہ کمرہ نہیں تھا جس میں اس نے قہوہ نوشی کی تھی .!لحاف اوڑھے بستر پر پڑا تھا.... !سر گھمایا تو رحمت الٰہی بھی اسی حال میں نظر آیا۔!

جاوید اٹھ گیا... اور رحمت الٰہی کا شانہ ہلا کر آوازیں دینے لگا۔! رحمت الٰہی نے بھی اٹھ کر بوکھلاہٹ ظاہر کی تھی۔!

انہوں نے کمرے کا دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن وہ تو باہر سے بند کیا گیا تھا۔ !

"شاید ہمارے ساتھ دھوکا ہوا ہے... !" رحمت الٰہی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔!

جاوید کچھ نہ بولا... !اسے اپنا حلق خشک ہوتا ہوا محسوس ہو رہا تھا اور زبان تالو سے لگی جا رہی تھی۔!

وہ سوچ رہا تھا کتنی زبردست حماقت سرزد ہوئی ہے کہ کسی کے علم میں لائے بغیر رحمت الٰہی کے ساتھ یہاں چلا آیا۔ وہ صورت زیادہ مناسب ہوتی کہ عمران ہی کے ساتھ آتا۔!

"اب کیا کرو گے....؟" اس نے رحمت الٰہی سے پوچھا۔!

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا !"

جاوید نے اسے گھور کر دیکھا لیکن اس کی آنکھوں میں بیچارگی کے علاوہ کوئی تاثر نہ تھا۔

"یہ بہت برا ہوا....؟" جاوید کی آواز حلق میں پھنسنے لگی۔!

"میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔!"

"کیا وہ اس طرح مجھے پولیس کے حوالے کرے گا۔!"

"جاوید میاں میں بہت شرمندہ ہوں....!"

"کچھ سوچو تمہاری شرمندگی میرے کس کام آسکتی ہے۔!"

اتنے میں باہر سے دروازے کا بولٹ سرکنے کی آواز آئی اور وہ دونوں سنبھل کر بیٹھ گئے۔!

داؤد بیگ دو مسلح آدمیوں کے ساتھ کمرے میں داخل ہوا اس کے بعد دروازہ پھر بند کردیا گیا۔ داؤد بیگ کے ہونٹوں پر سفاک سی مسکراہٹ تھی اس نے جاوید کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا "اب میں بالکل مطمئن ہوں....؟"

"یہ سب کیا ہے " جاوید جھنجلا کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھ جاؤ !" اس نے سرد لہجے میں کہا۔ "تم دونوں کی تلاش جاری ہے کوئی بھی نہیں جانتا کہ تم کہاں ہو۔!"

"مطلب کیا ہے !" جاوید نے دلیر بننے کی کوشش کی۔

"جب تک وہ پاگل آدمی ہاتھ نہیں لگ جاتا تم دونوں میرے مہمان رہو گے اگر یہاں سے نکلنے کی کوشش کی تو جنگلوں میں بھٹک کر مر جاؤ گے۔!"

"میں نہیں جانتا کہ وہ کہاں ہے !اپنا سامان چھوڑ کر غائب ہو گیا ہے !"

"کون ہے.....اور کہاں سے آیا ہے.....؟"

"یہ بھی نہیں معلوم....؟"

"بہت خوب تم اتنے بڑے ولی اللہ ہو کہ یہ معلوم کیے بغیر کسی کو اپنا مہمان بنالو گے۔!"

"اسے مہمان بنالینے پر خاندان کا کوئی فرد خوش نہیں تھا شیخ صاحب مزید کسی جھگڑے میں نہیں پڑنا چاہتے تھے .. ! رات ہم سب نے طے کیا تھا کہ اسے تمہارے حوالے کردیا جائے۔! شیخ صاحب مجھ سے کہہ رہے تھے کہ میں خود اسے تم تک پہنچا دوں لیکن اچانک وہ کھانے کی میز سے اٹھا اور یہ کہتا ہوا نکل بھاگا کہ اپنا سامان بھی تم لوگوں کو بخشتا !"

"ہوں!" داؤد بیگ کچھ سوچتا ہوا رحمت الٰہی کی طرف مڑ کر بولا۔ "تم کیوں خاموش ہو۔؟"

"میں نے بھی پاگلوں کی طرح نکل بھاگتے دیکھا تھا۔!"

"کیا یہ صحیح ہے کہ وہاں لوگوں کو اس کی موجودگی پسند نہیں تھی !"

"اس سلسلے میں کیا کہا جائے میں نے تو شیخ صاحب کو اس سے ہنس ہنس کر اس طرح بھی گفتگو کرتے دیکھا جیسے وہ خاندان ہی کا کوئی فرد ہو۔؟"

"رحمت الٰہی۔ !" جاوید آپے سے باہر ہو گیا۔

"مجھے آنکھیں نہ دکھاؤ میں نجیب خان صاحب کا پرانا نمک خوار ہوں تمہاری چھت کے نیچے رہتا ہوں اور وہ بھی کس طرح کہ میں غریب آدمی ہوں اس لئے تم لوگوں نے مجھے نوکروں کے ساتھ ڈال دیا تھا !"

"تم نے خود ہی کہا تھا کہ سرونٹس کوارٹر میں رہو گے۔!"

"میں نے دکھ کہا تھا تم لوگوں کا کیا فرض ہونا چاہیے تھا غریب رشتہ داروں سے کتنا گھٹیا سلوک کرتے ہو..... تم دولت مند لوگ.. !"

جاوید خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا !اور اب یہ بات اس کی سمجھ میں آئی کہ رحمت الٰہی اسے یہاں کسی سازش کے تحت لایا تھا۔

"ہاں تو تم نے سن لیا !" داؤد بیگ اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا زہریلی سی مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"اب میں اس سلسلے میں کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا .. !" جاوید نے غصیلے لہجے میں کہا۔!

داؤد بیگ نے اپنے آدمیوں کی طرف مڑ کر کہا۔ "ذرا وہ کھڑکی تو کھولنا۔!"

ایک نے بڑھ کر بائیں جانب والی کھڑکی کھول دی۔

"وہ دیکھو . !کھڑکی کے باہر !" داؤد بیگ جاوید سے بولا۔ "ان پہاڑوں کے پیچھے دوسرے ملک کی سرحدی چوکی ہے !تمہاری کمر سے چرس کی پوٹلی باندھ کر گولی مار دی جائے گی اور لاش غیر ملکی چوکی کے قریب پھینک دی جائے گی۔!"

"ک . کیوں . . ؟" جاوید کے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ چھوٹ پڑا۔

"اگر اس پاگل کی اصلیت سے مجھے آگاہ نہ کیا تو یہی ہو گا۔؟"

"م . . میں کچھ نہیں جانتا !"

"رحمت الٰہی ؟"

"بیگ صاحب . !میرا کیا قصور ہے ." رحمت الٰہی کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"تم اسے سمجھاؤ .. رات تک کی مہلت دیتا ہوں، !"

"میں کوشش کروں گا جناب !میں نے خان صاحب مرحوم کا نمک کھایا ہے۔!"

"چلو.....!" دلاور بیگ نے اپنے آدمیوں کی طرف مڑ کر کہا۔

باہر نکلنے کے بعد انہوں نے شاید دروازے کو باہر سے مقفل کر دیا تھا۔

کھڑکی کھلی رہ گئی تھی اور جاوید پہاڑوں کو گھورے جا رہا تھا!

کھڑکی کے قریب جا کر سلاخوں کا معائنہ کرتا رہا پھر جاوید کی طرف مڑ کر بولا۔ "سلاخیں بہت مضبوطی سے لگائی گئی ہیں۔ نکل جانا آسان نہ ہوگا۔!"

"رحمت الٰہی میں تمہاری آواز بھی نہیں سننا چاہتا!" جاوید سرخ ہو کر بولا۔

"جاوید میاں سمجھنے کی کوشش کیجئے! اگر میں آپ لوگوں کے خلاف نفرت نہ ظاہر کرتا تو اس وقت حالات کچھ اور ہوتے میں ان لوگوں کی باتیں چھپ چھپ کر سنتا رہا ہوں اسی لئے میں نے چاہا تھا کہ صحیح صفائی ہو جائے اور مجھے تو اب دوسرا اندیشہ لاحق ہو گیا ہے۔!"

جاوید کچھ نہ بولا خاموشی سے اسے گھورتا رہا۔ رحمت الٰہی نے کچھ دیر خاموش رہ کر کہا۔ "مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ لوگ پروین بی بی کو بھی نہ اٹھا لائیں۔!"

"کیا مطلب.....!"

"یہ لوگ ضرور سوچیں گے کہ آپ اس آدمی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو پروین بی بی جانتی ہوں گی۔!"

"وہ کیسے جانتی ہوں گی.....؟"

"میں کہہ چکا ہوں کہ چھپ کر ان لوگوں کی باتیں سنتا رہا ہوں دلاور بیگ کے آدمیوں نے اسے بتایا تھا کہ پروین بی بی اس پاگل کی بہت زیادہ طرف داری کرتی رہی ہیں۔!"

"تم نے بتایا ہوگا تم نے۔!" جاوید آپے سے باہر ہو گیا۔!

"اب آپ کا جو دل چاہے سمجھیں.. لیکن اتنا یاد رکھئے کہ آپ کی جان میری ہی وجہ سے بچے گی ...! کسی کو بھی نہیں معلوم کہ آپ کہاں ہیں رہی میری بات تو میں ایک ایک ہفتہ گھر کی شکل نہیں دیکھتا۔!"

جاوید اسے گھورتا رہا۔ اسے یاد آیا کہ پروین نے رحمت الٰہی کے بارے میں پچھلی رات اپنی رائے کا اظہار کیا تھا اور دوسروں کو بتا سکتی ہے کہ رحمت الٰہی نے اسی پاگل کے سلسلے میں اس سے گفتگو کرنے کے لئے اپنے کوارٹر میں بلایا تھا.....!

"ویسے میں آپ کو ایک مشورہ دوں گا!" رحمت الٰہی کچھ دیر بعد نرم لہجے میں بولا۔

"فرمائیے.....!"

"اگر آپ اس پاگل کی اصلیت سے واقف ہی ہوں تو بتا کر پیچھا چھڑائیے یا کم از کم اس کا اعتراف کر لیجئے کہ نجیب خان کو قتل کدہ میں اسی نے گرایا تھا۔!"

جاوید فوراً کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے ان لوگوں کے اس شبے کو تقویت پہنچانی چاہئے کہ پروین عمران کے بارے میں کچھ جانتی ہے اس طرح اگر ان لوگوں نے پروین کو اٹھانے کی کوشش کی تو پکڑے جائیں گے اور پولیس بہ آسانی یہاں تک پہنچ سکے گی۔!

"میں بڑی الجھن میں ہوں رحمت الٰہی۔!" دفعتاً اس نے کہا۔

"مجھے بتائیے۔ شاید میں آپ کو صحیح مشورہ دے سکوں!"

"بلاشبہ عمران ہی نے نجیب خان کے ٹکر ماری تھی اور پھر میں قتل کدہ میں نہیں ٹھہر سکا تھا اس کے بعد ہی یہ خواہش ہوئی تھی کہ وہ ہمارے ساتھ قیام نہ کرے تو بہتر ہے اب تمہارے خیال دلانے پر سوچنا پڑا ہے کہ آخر پروین اس کی طرف داری کیوں کرتی رہی تھی۔ پہلے دن جنگل پر بھی وہ اسے مہمان بنانے پر مصر رہی تھی۔!"

رحمت الٰہی نے طویل سانس لی جاوید کو اس کی آنکھوں میں کسی قسم کی تبدیلی بھی نظر آئی تھی جسے وہ کوئی واضح معنی نہ پہنا سکا۔

وہ کچھ دیر خاموش رہ کر بولا۔ "کیا خیال ہے بیگ صاحب کو آپ کے اس خیال سے آگاہ کرنے کی کوشش کی جائے؟"

"جیسا دل چاہے! میری تو عقل ہی خبط ہو کر رہ گئی ہے۔!"

رحمت الٰہی کھڑکی کے قریب پہنچ کر زور زور سے چیخنے لگا "ارے کوئی یہاں موجود ہے۔!"

فوراً ہی ایک آدمی کھڑکی کے سامنے نظر آیا۔

"ہم بیگ صاحب سے ملنا چاہتے ہیں۔!" رحمت الٰہی نے اس سے کہا اور وہ سر ہلا کر کھڑکی کے پاس سے ہٹ گیا۔

شاید دس پندرہ منٹ بعد دلاور بیگ پھر آیا تھا اس کے ساتھ دونوں مسلح محافظ بدستور موجود تھے۔ رحمت الٰہی نے جو کچھ جاوید سے سنا تھا اسے بتاتے ہوئے کہا۔ "جاوید میاں اگر اس سے زیادہ

جانتے ہوتے تو ضرور بتا دیتے !"

"کیسے یقین کر لیا جائے " داؤد بیگ غرایا۔

"سوچنے کی بات ہے بیگ صاحب ! اتفاق بتا کر انہوں نے اپنی گردن پھنسا لی ہے اگر یہ پولیس کے سامنے اس کا اعتراف کریں کہ ٹانگ اسی نے ماری تھی۔ یعنی ان کے مہمان نے تو پولیس کا کیا رویہ ہوگا !"

داؤد بیگ نے کچھ سوچتے رہنے کے بعد کہا۔ "تم ٹھیک کہہ رہے ہو اچھی بات ہے میں یقین کیے لیتا ہوں ! لیکن جاوید صاحب یہ پروین وغیرہ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں۔!"

"دارالحکومت سے۔ چچا جان کے کسی دوست کی فیملی ہے۔!"

"خیر اچھا لیکن تم دونوں کو اس وقت تک نہیں چھوڑ سکتا جب تک کہ وہ آدمی ہاتھ نہ آجائے آرام کرو تمہیں کسی قسم کی بھی تکلیف نہ ہونے پائے گی۔!"

جاوید اور رحمت الٰہی خاموش رہے اور داؤد بیگ چلا گیا!

آٹھ بجے رات تک پھر کوئی خاص واقعہ نہ ہوا۔ انہیں شام کی چائے ملی تھی اور آٹھ بجے بہت پر تکلف کھانا پیش کیا گیا تھا۔

کھانے کے بعد رحمت الٰہی کو وہ لوگ کہیں اور لے گئے جاوید تنہا رہ گیا فطرتاً وہ کھلنڈرا اور بھاگ دوڑ کا شائق ضرور تھا لیکن لڑائی جھگڑائی کے تصور سے بھی اسے وحشت ہوتی تھی۔

نو بج کر چالیس منٹ پر کمرے کا دروازہ کھلا اور دو آدمی ہاتھوں میں ریوالور لیے داخل ہوئے وہ جاوید کو بھی یہاں سے کہیں اور لے جانا چاہتے تھے!

اس نے سوچا کہیں وہ اسے مار کر پہاڑوں کے پیچھے پھینکنے تو نہیں جا رہے۔

"مجھے کہاں جانا ہے !" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"چپ چاپ چلو !" ایک آدمی غرایا اور دوسرے نے جاوید کو آگے بڑھانے کے لیے دھکا دیا۔

وہ باہر نکلے ایک نے ٹارچ روشن کر رکھی تھی یہ انہیں راستہ دکھا رہا تھا وہ بڑے دشوار گذار راستے پر چل رہے تھے۔ سروں پر کچھ اس قسم کی چٹانیں سایہ کیے ہوئے تھیں کہ آسمان تک نہیں دکھائی دے رہا تھا۔

رفتہ رفتہ راستہ اتنا تنگ ہو گیا تھا کہ وہ جھک کر چلنے پر مجبور ہو گئے اور ایک جگہ تو انہیں گھٹنوں کے بل چوپایوں کی طرح چلنا پڑا تھا اس کے بعد وہ ایک بڑے کشادہ غار میں داخل ہوئے تھے جہاں کئی پیٹرومیکس لیمپ روشن تھے ! جاوید بُری طرح بوکھلا گیا کیونکہ پروین سامنے ہی کھڑی نظر آئی تھی اس کا چہرہ زرد تھا اور سارے جسم میں ایسی تھرتھری تھی کہ دور سے بھی دیکھی جا سکتی تھی۔

"یہ کہتی ہے کہ اسے پاگل کے بارے میں کچھ بھی نہیں معلوم !" داؤد بیگ نے جاوید کو مخاطب کیا۔!

جاوید کچھ نہ بولا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ لوگ پروین پر ہاتھ ڈال سکیں گے۔

اس نے مڑ کر اس راستے پر نظر ڈالی جس سے گذر کر یہاں تک پہنچا تھا لیکن اتنی روشنی کے باوجود بھی وہ دکھائی نہ دیا۔

داؤد بیگ نے رحمت الٰہی اور ان دونوں کے علاوہ جو اسے یہاں تک لائے تھے سب کے چہرے پگڑیوں کے گوشوں سے ڈھکے ہوئے تھے صرف آنکھیں دکھائی دے رہی تھیں۔ شاید یہی لوگ پروین کو اٹھا کر لائے تھے ان کی تعداد چھ تھی۔!

دفعتاً جاوید نے جی کڑا کر کے پروین سے پوچھا "یہ کیسے ہوا !"

"م میں اب کیا ہوگا یہ لوگ مجھے کیوں پکڑ لائے ہیں۔!" پروین خوف زدہ آواز میں بولی۔ "یہ لوگ مجھ سے عمران کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔ میں کیا جانوں وہ کون ہے۔ لیکن میں اس مصیبت میں اسی کی وجہ سے پڑی ہوں !"

"کیا مطلب !" داؤد بیگ گرجا!

لیکن پروین اس کی طرف متوجہ ہوئے بغیر کہتی رہی۔ "آج شام کو سات بجے کے قریب وہ گھر آیا تھا پہلے تو آپ کی گمشدگی پر تشویش کا اظہار کرتا رہا تھا پھر مجھ سے اکیلے میں کہا تھا کہ جاوید تم سے ملنا چاہتا ہے پائیں باغ کے مغربی گوشے میں اس وقت بھی موجود ہے ظاہر ہے کہ میں مغربی گوشے میں دوڑی گئی ہوں گی بس وہاں پہنچی ہی تھی کہ کئی آدمی مجھ پر ٹوٹ پڑے۔!"

"کیا۔ !" داؤد بیگ کی دھاڑ پھر سنائی دی اور وہ ان دونوں کی طرف ہاتھ اٹھا کر چیخا جو

جاوید کو یہاں لائے تھے۔!

"باہر جاؤ ... راستے کی نگرانی کرو !"

"ٹھہرو ! خبردار کوئی اپنی جگہ سے جنبش نہ کرے !"

ان آدمیوں میں سے ایک نے للکارا جن کے چہرے چھپے ہوئے تھے ساتھ ہی اس کے ڈھیلے ڈھالے لباس کے نیچے سے ایک ٹامی گن نکل آئی۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ !" اس نے کہا "ورنہ ایک بھی زندہ نہ دکھائی دے گا۔!"

سب کے ہاتھ بے ساختہ اوپر اٹھ گئے لیکن ایک نے اب بھی ہاتھ نہیں اٹھائے تھے اس کا چہرہ بھی چھپا ہوا تھا۔

دفعتاً اس نے اپنی پگڑی اتار پھینکی!

"اوہ !" داؤد بیگ چونک پڑا۔

جاوید کو اس کا چہرہ بہت خوفناک لگا تھا۔

پھولی ہوئی بھدی ناک کے نیچے گھنی مونچھیں بڑی ڈراؤنی معلوم ہوتی تھیں۔

"داؤد بیگ !" وہ گونجیلی آواز میں بولا۔ "میں تمہیں صرف یہ بتانے آیا ہوں کہ نجیب خان کا قاتل کون ہے !"

"میں جانتا ہوں .. تم نے اسے قتل کیا ہے! تم تہمینہ کے کمرے کی نگرانی کر رہے تھے۔!"

"بالکل غلط اس کا قاتل تمہاری بائیں طرف کھڑا ہے ۔ !"

"کون ۔ ۔ رحمت الٰہی !"

"یہ جھوٹ ہے !" رحمت الٰہی چیخا!

"کیا تمہیں اس بیوقوف آدمی کی وجہ سے پریشانی نہیں ہوئی تھی۔!"

"مجھے کیوں ہوتی ۔ !"

"حالانکہ تم یہ جاننے کے لئے بے چین تھے اور تم ہی نے اسے نجیب خان کو گراتے دیکھا تھا ..! پھر تم نے یہ بھی دیکھا کہ وہ نجیب خان کے پیچھے لگ گیا ہے ۔ ! اب تم داؤد بیگ کو بتاؤ کہ تم نے کس لئے نجیب خان کو مار ڈالا۔!"

"بکواس بند کرو !" کہتا ہوا رحمت الٰہی اس پر جھپٹ پڑا ادھر ٹامی گن والے نے دوسروں کو آگاہ کر دیا کہ کسی نے بھی رحمت الٰہی کا ساتھ دینے کی کوشش کی تو ختم کر دیا جائے گا۔!

پہلے تو ایسا لگا جیسے رحمت الٰہی اس پر چھا گیا ہو... پھر اچھل کر دور جا پڑا اٹھا اور پھر جھپٹا اس بار بھدی ناک والے کا گھونسہ اس کے پیٹ پر پڑا تھا وہ پیٹ پکڑے ہوئے دوہرا ہو گیا۔ اس کے بعد پشت پر پڑنے والے دوہتڑ نے زمین بوس ہی کر دیا تھا اس نے اس کا گریبان پکڑ کر اس طرح دھکا دیا کہ وہ داؤد بیگ ہی کے قریب جا ٹھہرا لیکن اسی دوران میں اس کی پھولی ہوئی ناک مونچھوں سمیت چہرے سے الگ ہو کر نیچے گر گئی۔

"ارے جاوید .....؟" پروین بے ساختہ چیخی .....؟ "عمران !"

"ہوں تو اب بتاؤ ۔ رحمت الٰہی تمہارے ذاتی بزنس میں کون کون شریک ہے؟" عمران نے زہریلے لہجے میں پوچھا۔

"ذاتی بزنس کیا مطلب !" داؤد بیگ رحمت الٰہی کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا۔

"مجھے یقین ہے کہ تم لوگوں کو اس کے ذاتی بزنس کا علم نہ ہو گا!" عمران بولا۔ "ورنہ یہ نجیب خان کو کیوں مار ڈالتا....؟"

"میں ... کک کہتا ہوں یہ جھوٹ ہے۔ !" رحمت الٰہی ہانپتا ہوا بولا۔

"اگر یہ جھوٹ ہے تو تم سب کے سب سرحد پار کے جاسوس ہو۔!"

"خاموش !" رحمت الٰہی حلق کے بل چیخ کر پھر عمران کی طرف جھپٹا۔

اس بار عمران کی لات اس کے پیٹ پر پڑی تھی۔ وہ چاروں خانے چت گرا اور پھر پڑا ہی رہ گیا۔

"یہ سب کیا ہے آخر ۔؟" داؤد بیگ کی آواز کانپ رہی تھی۔

"یہ سرحد پار کا جاسوس ہے تمہارے آدمیوں کے ساتھ بظاہر اسمگلنگ کرتا ہے لیکن حقیقتاً اہم دستاویزات کی نقلیں اور اہم فوجی راز سرحد پار پہنچاتا تھا۔!"

"خداوندا !"

"پچھلے دنوں اس کی ایک مائیکرو فلم کھو گئی تھی، جس میں فوجی نوعیت کے نقشوں کے عکس محفوظ تھے ۔ ! ظاہر ہے کہ جہاں رہتا ہے وہیں کھوئی ہو گی لہٰذا اس نے مجھے شبے کی نظر سے دیکھا تھا اور میرے پیچھے لگ گیا تھا۔ نجیب کا ملازم تھا۔ اس لئے خدشہ ہوا کہ کہیں نجیب اور اس کا پول نہ کھل جائے لہٰذا اس نے اسے ختم کر دیا اور مجھ پر ہاتھ ڈالنے کی تدبیریں سوچتا رہا۔"

"آپ کوئی بھی ہوں جناب عالی.....!" دلاور بیگ نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔! "میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرا یا نجیب کا وطن فروشی بزنس نہیں تھا.....! چور اور اچکے بھی اپنی ماں کی عصمت کی حفاظت کرتے ہیں! ہم صرف اسمگلر ہیں اور اس کے لئے سزا بھگتنے کے لئے تیار ہیں۔ بے شک ہمارے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ڈالئے اور لے چلئے میں تو آپ کو نجیب کا قاتل سمجھ کر گھیرنے کی کوشش کر رہا تھا۔"

عمران نے اپنے ساتھی کے ہاتھ سے ٹامی گن لیتے ہوئے کہا! "رحمت الٰہی کے ہتھکڑیاں لگا دو۔!"

پروین اس کے قریب کھسک آئی تھی اس کا بازو چھو کر ہنستی ہوئی بولی! "مجھے اس طرح پریشان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔!"

"اگر ایسا نہ کرتا تو یہاں تک نہ پہنچ سکتا.....! اطمینان سے بتاؤں گا۔!"

"آپ آخر ہیں کیا چیز..... مچھلیاں پکڑتے پکڑتے جاسوس پکڑنے لگے۔!"

"غیر ملکی جاسوسوں کو پکڑنا اور انہیں تل کر کھانا ہی میری ہابی ہے۔ مچھلیوں سے تو مذاق کرتا ہوں۔!"

"میرے لئے کیا حکم ہے جناب.....؟" دلاور بیگ نے بڑے ادب سے پوچھا!

"عیش کرو..... تم سرحدی پولیس اور کسٹمز کا مسئلہ ہو۔!"

◆

دوسری صبح ناشتے کی میز پر عمران نہیں تھا..... جب دوسرے لوگ اٹھ گئے تو جاوید نے پروین سے پوچھا "آپ نے کسی سے اس کا ذکر تو نہیں کیا۔؟"

"جی نہیں.....! عمران صاحب نے منع کر دیا تھا تو کیسے ذکر کرتی..... میں نے سب سے یہی کہا ہے کہ میں نے اور عمران نے جاوید صاحب کو ڈھونڈ نکالا۔!"

"اور یہ لوگ مجھ سے پوچھ رہے تھے کہ کہاں سے ڈھونڈ نکالا۔!"

"کیا بتایا آپ نے.....!"

"چچا جان سے خفا ہو کر ایک دوست کے گھر میں پناہ گزین ہوا تھا۔!"

"آخر مجھے کیوں گھسیٹا گیا تھا اس معاملے میں۔؟" پروین نے پوچھا۔

"رحمت الٰہی نے انہیں باور کرایا تھا کہ آپ عمران کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور جانتی ہوں گی کیونکہ آپ اس کی طرف داری کرتی رہی تھیں۔ اس دن ہم لوگوں کے ساتھ رحمت الٰہی بھی تھا جب جھیل پر عمران سے ملاقات ہوئی تھی۔!"

"میں نے پوچھا تھا کہ مجھے وہاں پہنچوانے کی کیا ضرورت تھی۔!"

عمران کو یہ تو معلوم ہو گیا تھا کہ میں دلاور بیگ کی قید میں ہوں لیکن کہاں قید ہوں اس کا سراغ نہیں لگا سکا تھا۔ دراصل وہ حضرت دلاور بیگ اور نجیب خان کے آدمیوں کے پیچھے لگ گئے تھے انہی کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ دلاور بیگ تمہاری فکر میں بھی ہے چھ آدمی تمہارے بنگلے کے آس پاس موجود رہتے تھے کہ جیسے ہی موقع ملے تمہیں لے اڑیں..... عمران نے ان میں سے دو آدمیوں کو پکڑ لیا اور ان کی جگہ اپنے ایک ساتھی سمیت خود لے لی۔ اس طرح وہ ٹھیک اسی جگہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے جہاں میں تھا۔!"

"کیا وہ پھر کبھی واپس آئے گا؟" پروین نے ٹھنڈی سانس لے کر پوچھا۔

"پتہ نہیں.....!"

"اس کا پتہ تو آپ نے لے ہی لیا ہو گا۔!"

"وہ اس پر تیار نہیں ہوا..... میں نے بہت کوشش کی تھی۔!"

"اور وہ مچھلیوں والا فن.....؟"

"اس کے بارے میں بھی کوئی ڈھنگ کی بات نہیں کی.....!"

"کیسا حیرت انگیز آدمی آج تک میری نظر سے نہیں گذرا۔ میں شاید اسے کبھی نہ بھلا سکوں۔!"

◆

صفدر صاحب فراش تھا..... گڑھے میں چھلانگ لگاتے وقت اس کا ٹخنہ اتر گیا تھا.....! کسی نہ کسی طرح وہ ہوٹل پہنچا تھا اور تنویر وغیرہ اسے نکال لائے تھے۔

شہر پہنچ کر اسے ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا..... عمران اور سیکرٹ سروس کے تین ممبروں کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔! تنویر عمران کی شان میں قصیدے پڑھتا رہتا..... دن میں ہسپتال کے کئی چکر لگاتا..... صفدر سے زیادہ اسے تہمینہ کی خیریت نیک مطلوب تھی کیونکہ وہ صفدر کے ساتھ ہسپتال ہی میں مقیم تھی۔!

اس وقت بھی تنویر صفدر کی مسہری کے قریب کرسی ڈالے بیٹھا تہمینہ کو بڑے غور سے دیکھے جا رہا تھا، جو اس کی طرف پشت کئے صفدر کے لئے مالٹوں کا رس نکال رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کہ اس بار عمران کی لاش ہی واپس آئے گی....!" تنویر نے صفدر سے کہا

"کیا فضول باتیں کرتے ہو....!" صفدر برا سا منہ بنا کر بولا۔

"اسی کی بدولت اس حال کو پہنچے ہو....!"

"مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے.... اپنے فرائض کی انجام دہی کے دوران میں چوٹ کھا ہے اس لئے اس کا ذکر بھی سننا پسند نہیں کرتا۔!"

"میں استعفیٰ دینے کی سوچ رہا ہوں۔!"

"تمہارا اپنا معاملہ ہے....!"

"میں اسے برداشت نہیں کر سکتا کہ ایک غیر متعلق آدمی ہم پر اس طرح مسلط کر جائے کہ ہم اس کے ہاتھوں کھلونا بن کر رہ جائیں۔!"

"جب چیف اُس سے کوئی کام لے رہا ہو تو ہم اسے غیر متعلق نہیں کہہ سکتے۔!"

دفعتاً جوزف کمرے میں داخل ہوا.... اس نے صفدر کی خیریت دریافت کی اور عم کے متعلق پوچھا۔

"ابھی تک واپسی نہیں ہوئی۔!" صفدر نے جواب دیا۔

"ایک خوب صورت سا تابوت بنوا رکھو اپنے باس کے لئے۔!" تنویر بولا۔

"دیکھو مسٹر....!" جوزف غرایا۔ "زبان قابو میں رکھو ورنہ کہیں تمہارے وارڈ تابوت نہ بنوانا پڑے۔"

"شٹ اپ....!"

"اچھی بات ہے.... تم باہر نکلو....! میں پھاٹک پر تمہارا منتظر رہوں گا!" جوزف ہوا دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ صفدر اس سے بولا! "ٹھہرو....!"

"کیا بات ہے.... مسٹر!" جوزف نے رک کر اس کی طرف مڑے بغیر پوچھا۔!

"اپنے باس کی واپسی تک اس جھگڑے کو ملتوی رکھو تو بہتر ہے۔!"

"میں کب تک بیہودہ باتیں سنتا رہوں....!" جوزف جھلائے ہوئے انداز میں صفدر کی طرف مڑا.... "وہ باس نہیں میرا باپ ہے.... یتیم ہونے سے پہلے میں مسٹر تنویر کو مار ڈالوں گا....!"

"حد ہوتی ہے!" تنویر اٹھ کھڑا ہوا.... غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ ایک لڑکی کی موجودگی میں وہ روسیاہ اس کی توہین کئے چلا جا رہا تھا۔

ٹھیک اسی وقت اس روسیاہ کے باپ نے کمرے میں قدم رکھا اور ان کی طرف توجہ دیئے بغیر تہمینہ سے بولا۔

"تمہیں یہاں تکلیف ہو رہی ہو گی۔ میرے ساتھ چلو۔"

جوزف کی باچھیں کھل گئیں اور اُس نے فاتحانہ نظروں سے تنویر کی طرف دیکھا۔

"آپ کیوں لے جائیں گے انہیں!" تنویر نے اوپری ہونٹ بھینچ کر سوال کیا۔

"اچھا تو پھر آپ ہی لے جایئے!" عمران نے بڑے ادب سے کہا۔ "ہسپتال میں تندرستوں کا کیا کام....!"

غالباً تنویر کے لئے یہ مشورہ غیر متوقع تھا اس لئے گڑبڑا کر بولا۔ "صفدر اس حال کو تمہاری وجہ سے پہنچا ہے!"

"ہو سکتا ہے....!" عمران نے معصومانہ انداز میں کہا "لیکن اگر آپ عیادت کے لئے آتے رہے تو گورکنوں کا بھی بھلا ہو جائے گا۔"

دفعتاً صفدر جھنجھلا کر بولا۔ "تنویر اب تم جا سکتے ہو!"

ساتھ ہی جوزف نے بھی تنویر کو کچھ اس طرح گھورا جیسے اگر وہ اب بھی نہ گیا تو گردن میں ہاتھ دے کر باہر کر دے گا!

"اچھا.... اچھا.... تم سب جہنم میں جاؤ۔" تنویر نے کہا اور تیزی سے نکلا چلا گیا۔!

پھر صفدر نے تہمینہ کو مخاطب کر کے کہا۔ "تم شاپنگ کے لئے جانا چاہتی تھیں جوزف

کے ساتھ چلی جاؤ.....!"

عمران نے جوزف کی طرف دیکھا جس کے چہرے پر مردنی چھا گئی تھی۔ وہ شرارت آمیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا "ہاں.....ہاں..... ٹھیک ہے۔!"

ان دونوں کے چلے جانے کے بعد صفدر نے طویل سانس لی اور عمران سے بولا! "اب فرمایئے.....!"

"کھیل ختم ہو گیا! شیخ صاحب کا ایک رشتہ دار رحمت الٰہی ان اسمگلرز کو دھوکے میں رکھ کر جاسوسی کرتا رہا تھا۔!"

اس نے تفصیل سے یہ کہانی صفدر کو سناتے ہوئے کہا "میں نے جو طریق کار اختیار کیا تھا اس کے بغیر کام تو چل جاتا لیکن دیر بہت لگتی! اس طرح سارے متعلقہ لوگ فوری طور پر ہماری طرف متوجہ ہو گئے تھے لیکن جب تک نجیب خان نہیں مارا گیا میں یہی سمجھتا رہا تھا کہ پورا گروہ جاسوسی میں ملوث ہے۔ اس کے بعد کے مشاہدات کی بنا پر رحمت الٰہی توجہ کا مرکز بن گیا..... وہ سارے لوگ بھی گرفت میں آ گئے ہیں جو رحمت الٰہی کے لئے معلومات فراہم کرتے تھے۔"

"سوال تو یہ ہے کہ جب وہ لوگ اس علاقے کے بااثر افراد میں سے تھے تو پھر ہم لوگوں کی موجودگی کی بنا پر بوکھلا کیوں گئے تھے..... نجیب خان ہی کی مثال لے لیجئے!.....وہاں کے حکام کی آنکھوں کا تارا تھا..... بھلا اسے کیا پرواہ ہو سکتی تھی۔" صفدر نے پوچھا۔

"مقامی حکام اسی کی مٹھی میں تھے..... لیکن کسٹمز کی انٹیلی جنس کا دھڑکا تو لگا ہی رہتا تھا..... بھلا اپنے جنگلوں میں کسی اجنبی کے سائے سے بھی بھڑکتا تھا۔ خیر اب تم مجھے بتاؤ کہ تم پر کیا گذری تھی.....!"

"گڑھے سے تو کسی نہ کسی طرح باہر آ گیا تھا!" صفدر نے طویل سانس لے کر کہا۔ "لیکن زمین پر داہنا پیر نہیں رکھا جاتا تھا.....! ایک چرواہے نے پچاس روپیوں کے عوض اپنے ٹٹو پر تنویر کے ہوٹل تک پہنچایا تھا۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح ہم چاروں وہاں سے نکل آئے تھے۔!"

"لڑکی کا کیا ہو گا.....!" عمران نے پوچھا۔

"گھر جانے پر آمادہ نہیں ہے.....؟"

"تو پھر.....!"

"کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے لئے کیا کروں.....!"

"میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ احمقانہ کھیل کب تک جاری رہے گا.....!"

"کون سا کھیل.....؟"

"یہی شاعرانہ کھیل جس نے لڑکی کی یہ درگت بنائی ہے.....!"

"کچھ آپ ہی کیجئے اس سلسلے میں.....!"

"سارے شاعر میری جان کو آجائیں گے..... ابھی حال ہی میں ایک بڑے میاں نے اپنے ڈیڑھ درجن عشق تحریر فرمائے ہیں اور ان پر بچوں کی طرح قلقاریاں مارتے رہتے ہیں!"

"تو پھر انہی کے لئے کچھ کر گذریئے.....!"

"بس انہیں صرف یہ لکھ بھیجنا چاہتا ہوں کہ آپ کے والد صاحب آپ کو جو کچھ بنانا چاہتے تھے آپ بالکل وہی نکلے..... کسی بھی عشق کا تجزیہ کرنے پر آپ کا فعال ہونا بہت کم ثابت ہوتا ہے۔ زیادہ تر مفعولیت ہی طاری نظر آتی ہے۔"

"خیر چھوڑیئے..... مجھے مشورہ دیجئے کہ تہمینہ کے لئے کیا کیا جائے۔!"

"میں کیا مشورہ دے سکتا ہوں..... اس کے احوال سے واقف ہو جانے کے بعد کوئی شادی کرنا بھی پسند نہ کرے گا! یہ کوئی داغی سیب تو ہے نہیں کہ داغ نکال کر کھایا جائے.....! داغ داغی ہے جس کا کوئی مصرف نہیں! یا پھر یہ کہ داغ پر داغ لگاتے چلے جاؤ.....!"

"میں اس کے لئے دکھی ہوں!"

"میں صرف اپنے لئے دکھی ہوں!"

"آپ کو کیا دکھ ہے۔!" صفدر نے حیرت سے کہا۔

"یہی کہ پیدا ہونے سے انکار کیوں نہیں کر دیا تھا....!"

"واقعی بڑی مایوسانہ باتیں کر رہے ہیں.... کیا بات ہے!"

عمران کچھ کہنے ہی والا تھا کہ جوزف کمرے میں داخل ہوا.... غصے سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں....!

"کیا بات ہے؟" عمران نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا!

"وہ اسے لے گیا....!"

"کون لے گیا....!"

"تنویر....! اس سے کہنے لگا کہ اگر تم اس کالے آدمی کے ساتھ گئیں تو تماشہ بن جاؤ گی! اس میں تمہاری عزت کو ڈرتا ہوں اسی لئے سڑک پر جھگڑا کرنا مناسب نہیں سمجھا۔!"

"کیا اپنی جیپ لایا تھا....؟"

"ہاں ہاں....!"

"اچھی بات ہے....! آؤ.... میرے ساتھ!"

وہ دونوں چلے گئے اور صفدر بستر پر پڑا تنویر کے خلاف کھولتا رہا.... تنویر عورتوں کے معاملے میں اچھا آدمی نہیں تھا!

کچھ دیر بعد نعمانی صدیقی اور چوہان بھی اس کی عیادت کو آئے.... صفدر ان سے گفتگو کرتا رہا لیکن ذہن تہمینہ ہی کی طرف تھا۔

وہ دیر تک نہیں بیٹھے تھے۔

ان کے جاتے ہی تہمینہ آئی۔ بہت زیادہ پریشان نظر آ رہی تھی۔ جوزف اس کے ساتھ تھا....!

اسے پہنچا کر وہ چلا گیا....؟

"کیوں؟ کیا بات ہے؟" صفدر نے تہمینہ کو مخاطب کیا!

"عمران صاحب نے اسے بہت مارا ہے....!"

"کیوں؟ کیا ہوا تھا....!"

"وہ مجھے ساحل پر لے گیا تھا! حالانکہ اس سے بار بار کہہ رہی تھی کہ بازار کے علاوہ اور کہیں نہ جاؤں گی۔ تھوڑی سی شاپنگ کرنی ہے! لیکن اس نے گاڑی نہ روکی.... سیدھا ساحل کی طرف نکلا چلا گیا! میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کروں.... لیکن ساحل پر پہنچ کر اس نے گاڑی روکی ہی تھی کہ عمران صاحب پہنچ گئے! پھر جو انہوں نے اسے گاڑی سے نیچے کھینچ کر مارنا شروع کیا ہے تو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ان کے سر پر خون سوار ہو.... بالآخر وہ بے ہوش ہو گیا! سارا چہرہ لہولہان ہو گیا تھا....!"

"پھر کیا ہوا.... وہ کہاں ہے....!"

"جوزف سے بولے تم مسی کو صفدر صاحب کے پاس لے جاؤ.... میں تنویر کو کسی ایسے گھٹیا ہسپتال میں داخل کراؤں گا.... جہاں ایک بھی فیملی نرس نہ ہو....! پھر انہوں نے اسے گاڑی میں ڈالا تھا.... اور وہاں سے چل دیے تھے....!"

"میں ایک بار پھر تم سے شرمندہ ہوں!" صفدر نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

تہمینہ کچھ نہ بولی۔ اس کا چہرہ ستا ہوا تھا.... اور آنکھیں ویران سی لگ رہی تھیں!